

بچّے من کے سچّے

ساحرؔ لدھیانوی

مرتّبہ سرور شفیع

ساحرؔ لدھیانوی

اور

بچّے

لیا)

تم ان کو دیوتا سمجھو کہ آدمی لیکن
گلی میں کھیل کے بچّے جوان ہوتے ہیں

صابر دت

بچے من کے سچے

ساحر لدھیانوی

مرتبہ

سرور شفیع

ساحر پبلشنگ ہاؤس "پرچھائیاں"
اے بی نائر روڈ۔ جوہو چرچ۔ ممبئی ۴۰۰۰۴۹۔ فون ۶۲۰۲۸۳۷ (انڈیا)

ضابطہ

- بار اول اکتوبر ۱۹۹۸ء
- سرورق انور سلیم
- تزئین ہرجیت سنگھ سوہی
- زیر اہتمام کلیم راہی
- طباعت ادبی پرنٹنگ پریس ۸ شیفرڈ روڈ ممبئی ۸ ۴۰۰۰۰
فون نمبر ۳۰۱۰۲۱۹
- قیمت ۲۰ روپے

سرور شفیع
ناشر
ساحر پبلشنگ ہاؤس، پرچھائیاں، اے بی نائر روڈ،
جوہو چرچ، ممبئی ۴۰۰۰۴۹ ★ فون ۶۲۰۲۸۳۷

محترم جناب اسحاق جمخانہ والا کے نام

جو میرے بھائی ساحر لدھیانوی

کے عزیز دوست اور ہندوستان کے ایک عظیم

تعلیمی ادارے انجمنِ اسلام کے صدر ہیں

سرور شفیع

فہرست

سُنو بچّو!

پیارے بچّو! سنو۔ میں تمہاری باجی، سرور شفیع تمہیں اپنے مرحوم بھائی۔ ساحرلدھیانوی کی زندگی کی کہانی سُنا رہی ہوں۔ ہاں ..... تم ٹھیک سمجھے، وہی ساحرلدھیانوی جو بہت ہی مقبول شاعر تھے۔ اور جن کے لکھے ہوئے فلمی گیت تم آئے دن ٹی۔ وی اور ریڈیو پر سنتے رہتے ہو۔

سب سے پہلے تو میں تمہیں وہ بات بتاؤں گی جو تم شاید بالکل نہیں جانتے۔ اور وہ بات یہ کہ میرے بھائی کا اصلی نام ساحرلدھیانوی نہیں تھا بلکہ عبدالحیٔ تھا جب انھوں نے شاعری شروع کی تو دوسرے شاعروں کی طرح اپنے لیے ایک تخلص چُن لیا۔ ساحر۔ چوں کہ ان کی پیدائش لدھیانے میں ہوئی تھی اور یہی شہر اُن کا آبائی وطن تھا اس لئے ساحر کے ساتھ اپنے وطن کا نام بھی جوڑ لیا اور ساری دنیا میں ساحرلدھیانوی کے نام سے

مشہور ہوئے۔

تم اتنا تو جانتے ہی ہو کہ پنجاب پورے ہندوستان کا زرخیز ترین علاقہ ہے۔ اسی زرخیز ریاست میں لدھیانہ شہر واقع ہے۔ ہمارے ملک کی آزادی سے پہلے پنجاب میں بھی دوسری ریاستوں کی طرح بڑے بڑے زمین دار ہوا کرتے تھے فضل محمد صاحب بھی لدھیانہ کے ایک بڑے زمین دار تھے۔ ۸ مارچ ۱۹۲۱ء کو فضل محمد صاحب کے گھر میں ایک بیٹے کی ولادت ہوئی جس کا نام عبدالحئی رکھا گیا اور جیسا کہ میں تمہیں بتا چکی ہوں یہی عبدالحئی بڑے ہو کر ساحر لدھیانوی کے نام سے مشہور ہوئے۔ ساحر لدھیانوی کی والدہ کا نام سردار بیگم تھا۔ وہ اپنے ننھے مُنّے بیٹے عبدالحئی کو بہت پیار کرتی تھیں انھوں نے ان کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اپنی والدہ کی نگرانی اور ممتا کی چھاؤں میں ساحر صاحب نے مالوہ خالصہ ہائی اسکول لدھیانہ سے میٹرک کیا اور گورنمنٹ کالج، لدھیانہ میں داخلہ لیا۔

کالج میں ساحر صاحب نے شاعری شروع کی۔ شروع شروع میں تو اپنے

دوستوں کو اپنی نظمیں اور غزلیں سناتے رہے۔ پھر ایک بار کالج میں ایک بڑا مشاعرہ ہوا جس میں تمام ملک کے بڑے بڑے نامور شاعروں نے شرکت کی۔ ساحر صاحب چونکہ کالج کے طالب علم تھے اور شاعر بھی تھے اس لئے انھیں بھی اس مشاعرے میں اپنی نظم سنانے کا موقع دیا گیا۔ بچو! جانتے ہو انہوں نے اپنے پہلے ہی مشاعرے میں کون سی نظم سنائی تھی ' تاج محل ' جو آج بھی نہ صرف ساحر کی بلکہ اردو کی مشہور ترین نظموں میں سے ایک ہے۔ پھر کیا تھا، نظم سنتے ہی مشاعرہ گاہ میں ہنگامہ ہو گیا۔ ہر ایک کی زبان پر ساحر صاحب کا نام تھا اس طرح وہ راتوں رات ملک بھر میں مشہور ہو گئے۔ شہرت ملی تو شاعری میں دلچسپی اور زیادہ بڑھ گئی۔ اب وہ دن رات شاعری اور ادبی کاموں میں مصروف رہنے لگے۔ کبھی مشاعرے پڑھنے کسی دور دراز مقام کو جا رہے ہیں، کبھی مشاعرے کے انتظامات میں لگے ہوئے ہیں اس زمانے میں، یعنی جب ہمارا ملک تقسیم نہیں ہوا تھا، لاہور پنجاب کا سب سے بڑا شہر تھا۔ اس لئے وہاں شاعروں، ادیبوں کی تعداد بھی بہت تھی۔ وہاں سے اردو کے کئی اچھے اور مشہور رسالے بھی چھپتے تھے۔ اسی لئے ساحر صاحب لدھیانہ

سے لاہور گئے۔ وہاں دو رسالوں، ادبِ لطیف اور سویرا کے مدیر رہے۔ اس دوران ساحر صاحب کی شاعری کی وجہ سے ان کی شہرت آسمان کی بلندیاں چھونے لگی تھی۔

بچو! تم جانتے ہو ساحر صاحب اتنے مشہور شاعر کیوں تھے؟ بات صرف اتنی ہے کہ وہ اپنی شاعری میں صرف سچ بولا کرتے تھے۔ انھوں نے زمیندار کو غریب کسانوں پر ظلم کرتے دیکھا تھا اس لیے انھیں زمینداروں، سرمایہ داروں غرض ہر اُس شخص سے نفرت ہو گئی جو دوسرے انسانوں پر زور زبردستی کرتا ہو، جو دوسروں کا حق چھینتا ہو۔ انھوں نے اپنی نظموں اور غزلوں میں ظالموں، دھنوانوں اور زمین داروں کے خلاف آواز بلند کی اور یہ آواز عام انسانوں کو بہت بھائی۔ اس لیے وہ ساحر لدھیانوی سے پیار کرنے لگے۔

ساحر صاحب کی شاعری کی پہلی کتاب "تلخیاں" ۱۹۴۴ء میں شائع ہوئی تھی۔ وہ ہاتھوں ہاتھ لی گئی اور آج بھی یہ کتاب اردو کی سب سے زیادہ بکنے والی کتابوں میں سے ایک ہے۔ اس کے بعد اُن کی ایک لمبی نظم شائع ہوئی۔

پرچھائیاں۔ یہ نظم ساری دنیا کے انسانوں کو یہ سبق دیتی ہے کہ آپس میں مل جل کر رہنا چاہئے۔ اسی میں انسانیت کی بھلائی ہے۔ جنگ بہت بُری چیز ہوتی ہے جس کی وجہ سے سوائے تباہی و بربادی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

جب ملک کی تقسیم ہوئی تو ساحر صاحب ممبئی میں آبسے اور یہاں فلموں کے لئے گیت لکھنے لگے۔ انھوں نے فلمی گیت کار کی حیثیت سے بھی بہت نام کمایا بلکہ اپنے زمانے کے سب سے مشہور اور سب سے بلند گیت کار تھے۔ ان کے فلمی گیتوں کی ایک کتاب "گاتا جائے بنجارہ" کے نام سے چھپی ہے اور آج بھی بہت بکتی ہے۔ ساحر صاحب کی شاعری کی دوسری کتاب کا نام "آؤ کہ کوئی خواب بنیں" ہے۔

ساحر صاحب کو اپنے ملک سے بے حد محبت تھی! انھوں نے اپنی دھرتی کی شان بیان کرنے کیلئے کئی نظمیں اور گیت لکھے۔ دیش واسیوں نے بھی ان کی بڑی قدر کی۔ اُنھیں ۱۹۷۱ء میں حکومت ہند کی طرف سے پدم شری کا اعزاز عطا کیا گیا۔ ہند۔پاک جنگ کے دوران ہمارے فوجی جوانوں نے

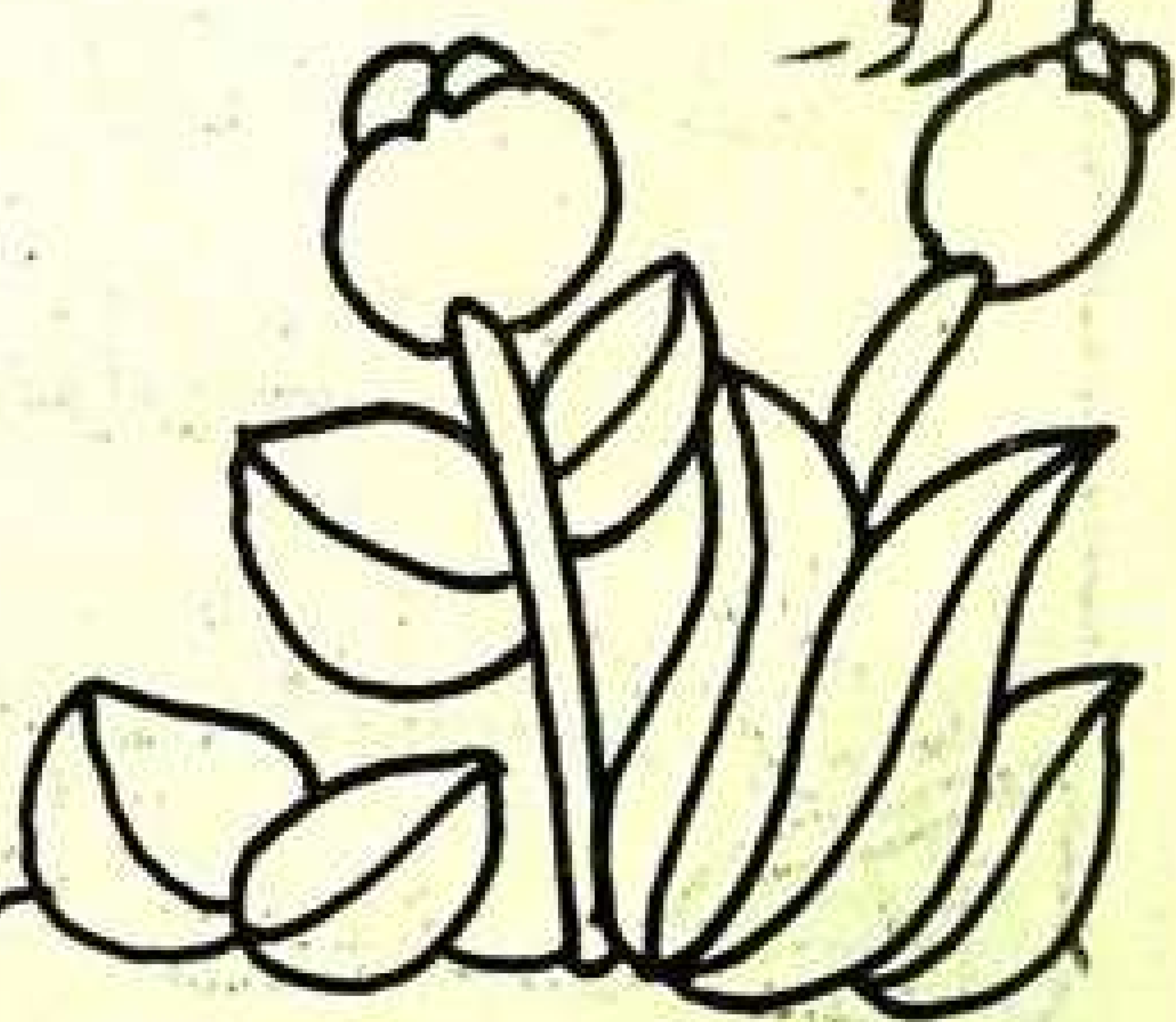
اپنی بچیوں کے نام ساحرؔ لدھیانوی کے نام پر رکھے، پنڈت نہرو کی وفات پر ساحرؔ صاحب نے ایک خوبصورت نظم کہی تھی جسے کرنال کے سِٹی پارک میں نہرو جی کے مجسمے کے نیچے ان کی وصیت کے ساتھ کندہ کیا گیا۔ ہماری فوج کا مارچنگ نغمہ بھی ساحرؔ صاحب کا لکھا ہوا ہے۔ لدھیانہ، (جو کہ ساحرؔ صاحب کا وطن تھا) میں ایک سڑک اور ایک جلسہ گاہ کا نام بھی ساحرؔ صاحب کے نام پر رکھا گیا ہے۔ سب سے اچھی بات تو یہ کہ لدھیانہ کی زراعتی یونیورسٹی نے ایک نیا پھول ایجاد کیا اور اس کا نام "گلِ ساحرؔ" رکھا۔ ممبئی شہر میں بھی ایک چوک کا نام "پدم شری ساحرؔ لدھیانوی چوک" رکھا گیا ہے۔

پیارے بچو! ساحرؔ صاحب بچوں سے بے انتہا پیار کرتے تھے۔ جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر یعنی بچے من کے سچے۔ یہ ساحرؔ صاحب کے گیت کا مکھڑا ہے اور اس کتاب کا پہلا گیت بھی۔ تم جب یہ کتاب خوب اچھی طرح پڑھ لوگے تو تمہیں سمجھ میں آئے گا کہ ساحرؔ لدھیانوی نے بچوں کے لئے کتنی پیاری پیاری نظمیں لکھی ہیں۔ یہ نظمیں صرف

مزہ لینے کے لئے نہیں ہیں۔ مزہ تو خیر بہت آئے گا لیکن ان نظموں میں ساحر صاحب نے تمہیں سبق دینے کیلئے بہت سچی اور بہت اچھی باتیں کہی ہیں یعنی ہر انسان سے محبت کرو کیوں کہ انسان ہندو یا مسلمان ہونے کی وجہ سے چھوٹا یا بڑا نہیں ہوتا بلکہ سب انسان برابر ہیں، غریبوں اور بچھڑے ہوئے لوگوں کا ساتھ دینا چاہیئے کیوں کہ دھنوانوں اور طاقتور لوگوں کے ظلم کی وجہ سے یہ لوگ مفلس اور بدحال ہوئے ہیں۔ پیسہ یعنی دولت، انسان کی بنائی ہوئی چیز ہے اور جس شخص نے یہ چیز زیادہ تعداد میں ہتھیالی وہ دھنوان ہو گیا اور باقی لوگ مفلس بن گئے۔ اس طرح کی کئی باتیں تمہیں ان نظموں اور گیتوں میں نظر آئیں گی۔ اس لئے پیارے بچو! ان نظموں اور گیتوں کو دل لگا کر پڑھو، سمجھو اور ان سے سبق حاصل کرو۔

تمہاری باجی

سرور رفیع



بچّے من کے سچّے



بچّے من کے سچے، سارے جگ کی آنکھ کے تارے
یہ وہ ننھے پھول ہیں جو بھگوان کو لگتے پیارے

خود روٹھیں خود من جائیں، پھر ہم جولی بن جائیں
جھگڑا جس کے سات کریں، اگلے ہی پل پھر بات کریں
ان کو کسی سے بیر نہیں، ان کے لئے کوئی غیر نہیں
ان کا بھولا پن ملتا ہے سب کو بانہہ پسارے



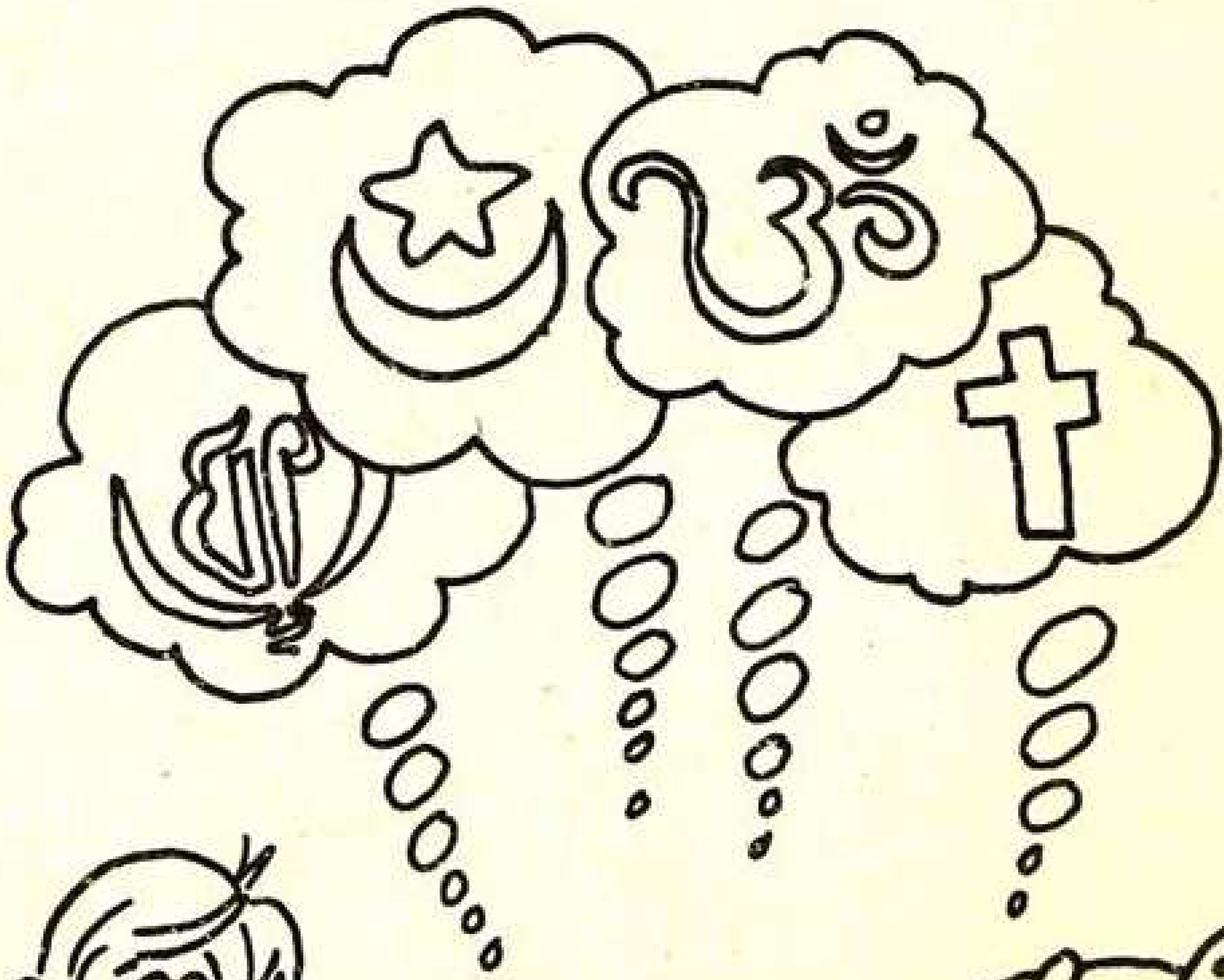
انساں جب تک بچہ ہے، تب تک سمجھو سچا ہے
جوں جوں اس کی عمر بڑھے، من پر جھوٹ کا میل چڑھے
کرودھ بڑھے، نفرت گھیرے، لالچ کی عادت گھیرے
بچپن ان پاپوں سے ہٹ کر اپنی عمر گذارے

تن کومل من سندر ہیں، بچے بڑوں سے بہتر ہیں

ان میں چھوت، اور چھات نہیں، جھوٹی ذات اور پات نہیں

بھاشا کی تکرار نہیں مذہب کی دیوار نہیں

اُن کی نظروں میں اک ہیں مندر، مسجد، گردوارے



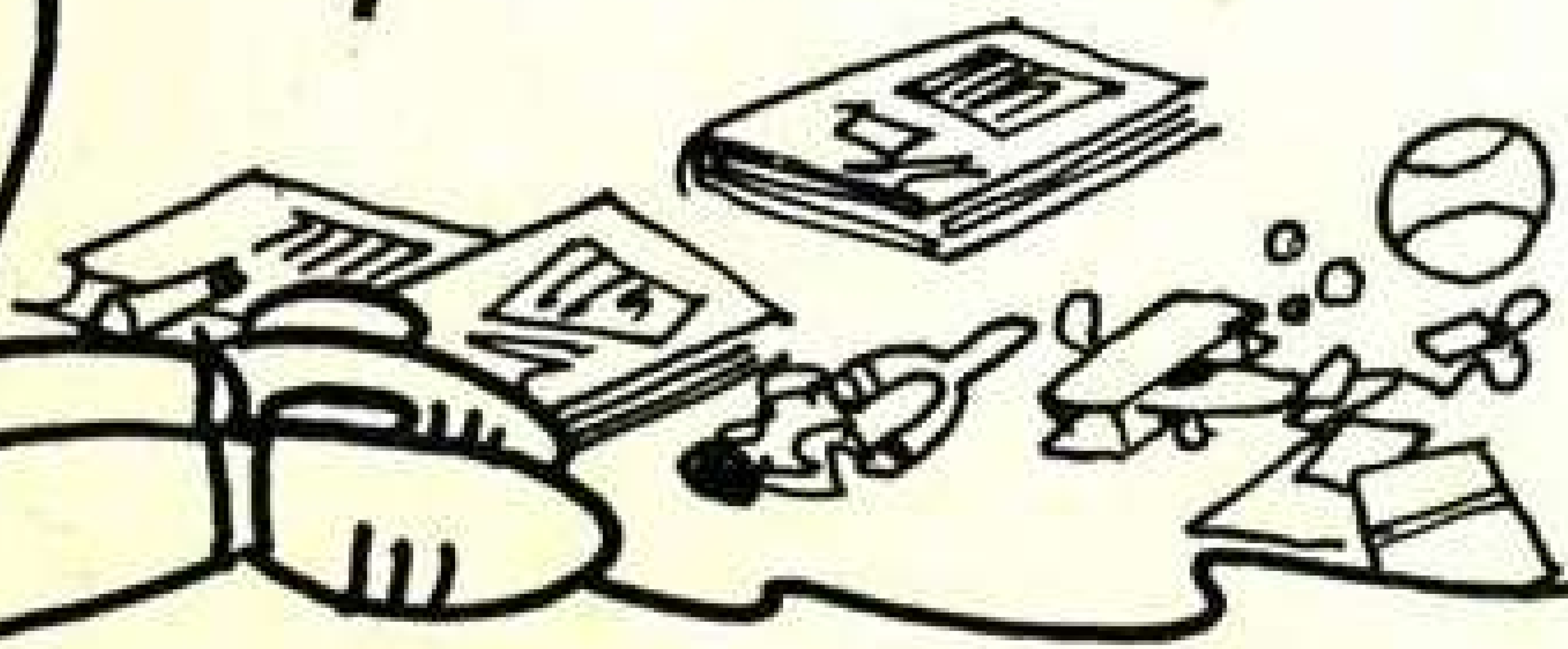
بھارت کے بچو

بھارت ماں کی آنکھ کے تارو
ننھے مُنے راج دُلارو
جیسے میں نے تم کو سنوارا
ویسے ہی تم دیش سنوارو

بھارت ماں ...

یہ جو ہے اک چھوٹا سا بستہ
عِلم کے پھولوں کا گلدستہ
کرشن ہے اِسمیں رام ہے اِسمیں
بُدھ مت اور اسلام ہے اِسمیں
یہ بستہ عیسیٰ کی کہانی
یہ بستہ نانک کی بانی



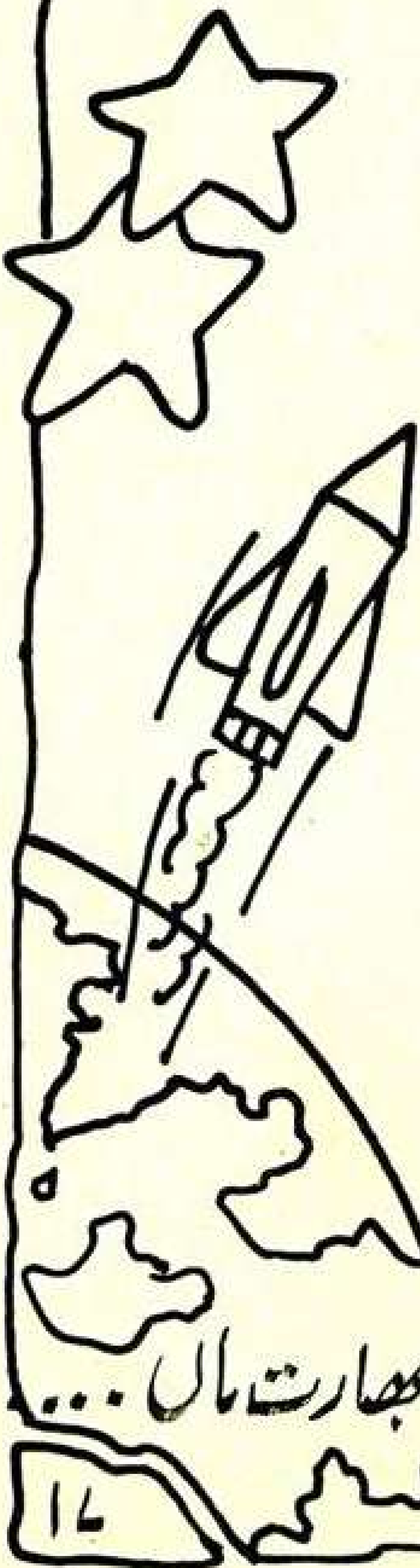




اِس میں چھپی ہے ہر سچّائی
اپنا سُکھ، اوروں کی بھلائی
اِس بستے کو سیس نواؤ
اِس بستے پر تن من وارو

بھارت ماں . . .

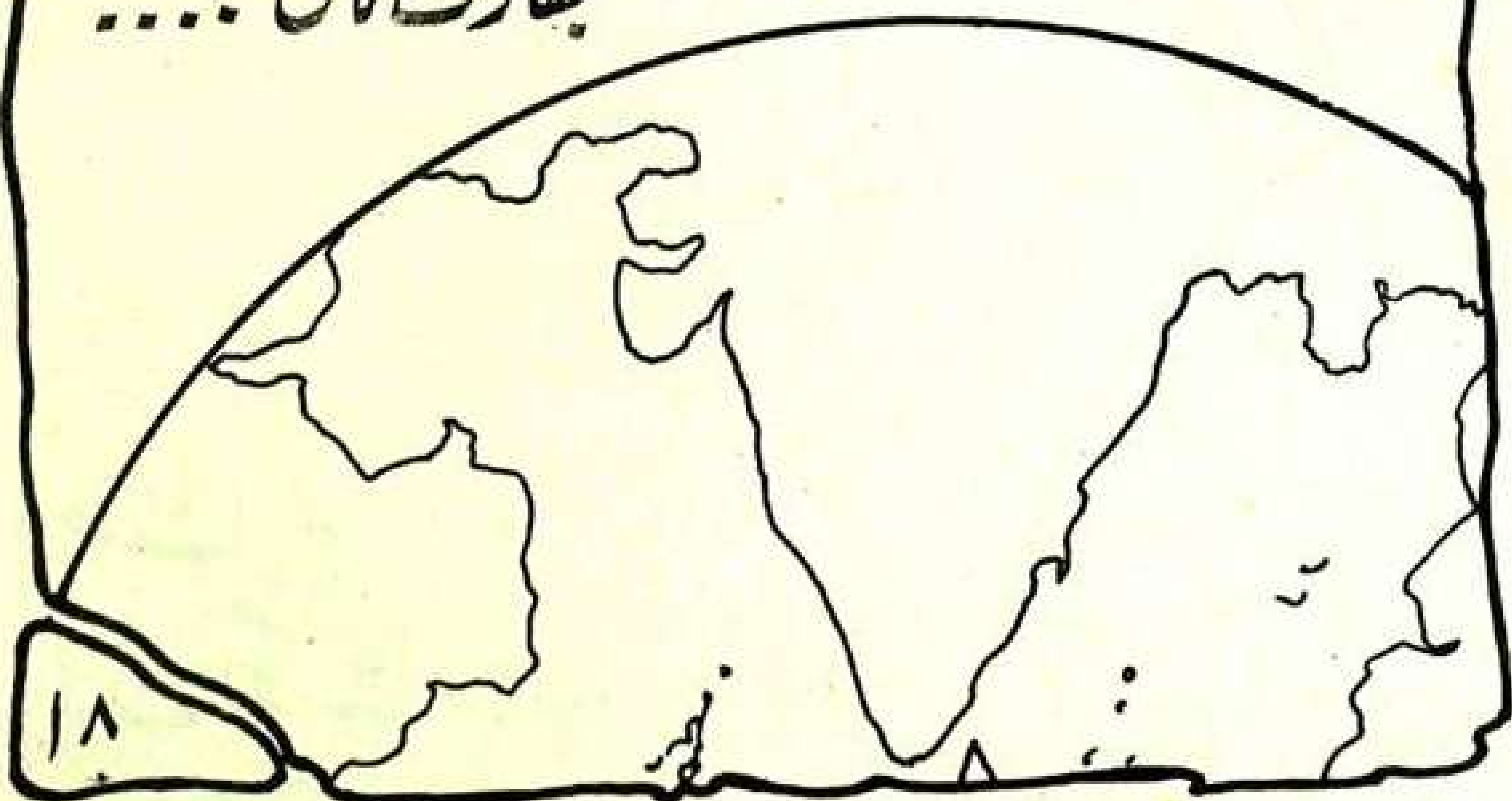
چھوڑ کے جھوٹی ذاتیں پاتیں
سب سے سیکھو اچھّی باتیں
اپنا کسی سے بیر نہ سمجھو
جگ میں کسی کو غیر نہ سمجھو
آپ پڑھو اوروں کو پڑھاؤ
گھر گھر گیان کی جوت جگاؤ
نو جیون کی آس تمھیں ہو
بنتا ہوا اِتہاس تمھیں ہو
جتنا گہرا اندھیارا ہو
اُتنے اونچے دیپ اُبھارو



بھارت ماں . . .

یہ سنسار جو ہم نے سجایا
یہ سنسار جو تم نے پایا
اِس سنسار میں جھوٹ بہت ہے
ظلم بہت ہے لُوٹ بہت ہے
ظلم کے آگے سر نہ جُھکانا
ہر اک جھوٹ سے ٹکرا جانا
اِس سنسار کا رنگ بدلنا
اُونچ اور نیچ کا ڈھنگ بدلنا
سارا جگ ہے دیش تمہارا
سارے جگ کا روپ نکھارو

بھارت ماں ....



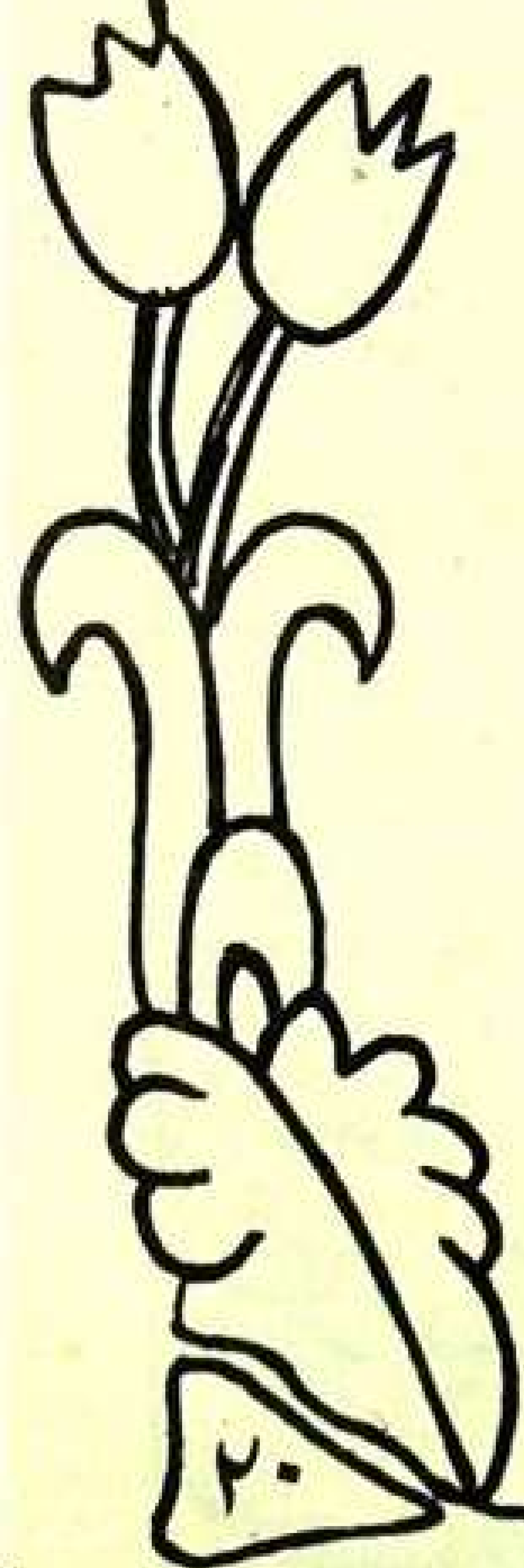
میرا مُنّا



تُو میرے ساتھ رہے گا مُنّے!
تاکہ تو جان سکے
تجھ کو پروان چڑھانے کے لیے
کتنے سنگین مراحل سے تری ماں گزری
تو میرے ساتھ رہے گا مُنّے!
تاکہ تو دیکھ سکے
کتنے پاؤں میری ممتا کے کلیجے پہ پڑے
کتنے خنجر مری آنکھوں میرے کانوں میں گڑے
تُو میرے ساتھ رہے گا مُنّے!
میں تجھے رحم کے سائے میں نہ پلنے دوں گی
زندگانی کی کڑی دھوپ میں جلنے دوں گی
تاکہ تپ تپ کے تو فولاد بنے

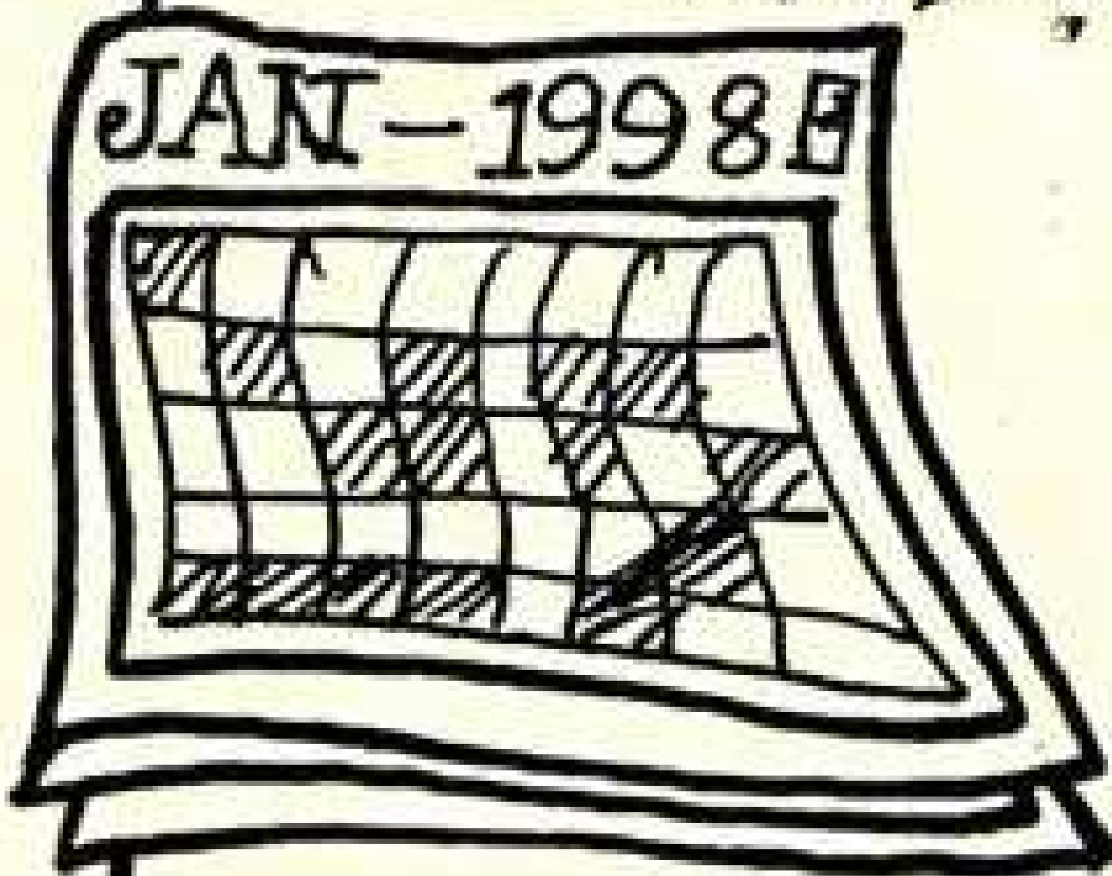


ماں کی اولاد بنے
تو میرے ساتھ رہے گا مُنّے!
جب تلک ہو گا، ترا ساتھ نبھاؤں گی میں
پھر چلی جاؤں گی اُس پار کے سنّاٹے میں
اور تاروں سے تجھے جھانکوں گی
زخم سینے میں لیے پھول نگاہوں میں لیے
تیرا کوئی بھی نہیں میرے سوا
میرا کوئی بھی نہیں تیرے سوا
تُو میرے ساتھ رہے گا مُنّے!
میرا ہر درد تجھے دل میں بسانا ہو گا
میں تیری ماں ہوں میرا قرض چُکانا ہو گا
میری بربادی کے ضامن اگر آباد رہے
میں تجھے دُودھ نہ بخشوں گی تجھے یاد رہے
تجھے یاد رہے، تجھے یاد رہے
تو میرے ساتھ رہے گا مُنّے!

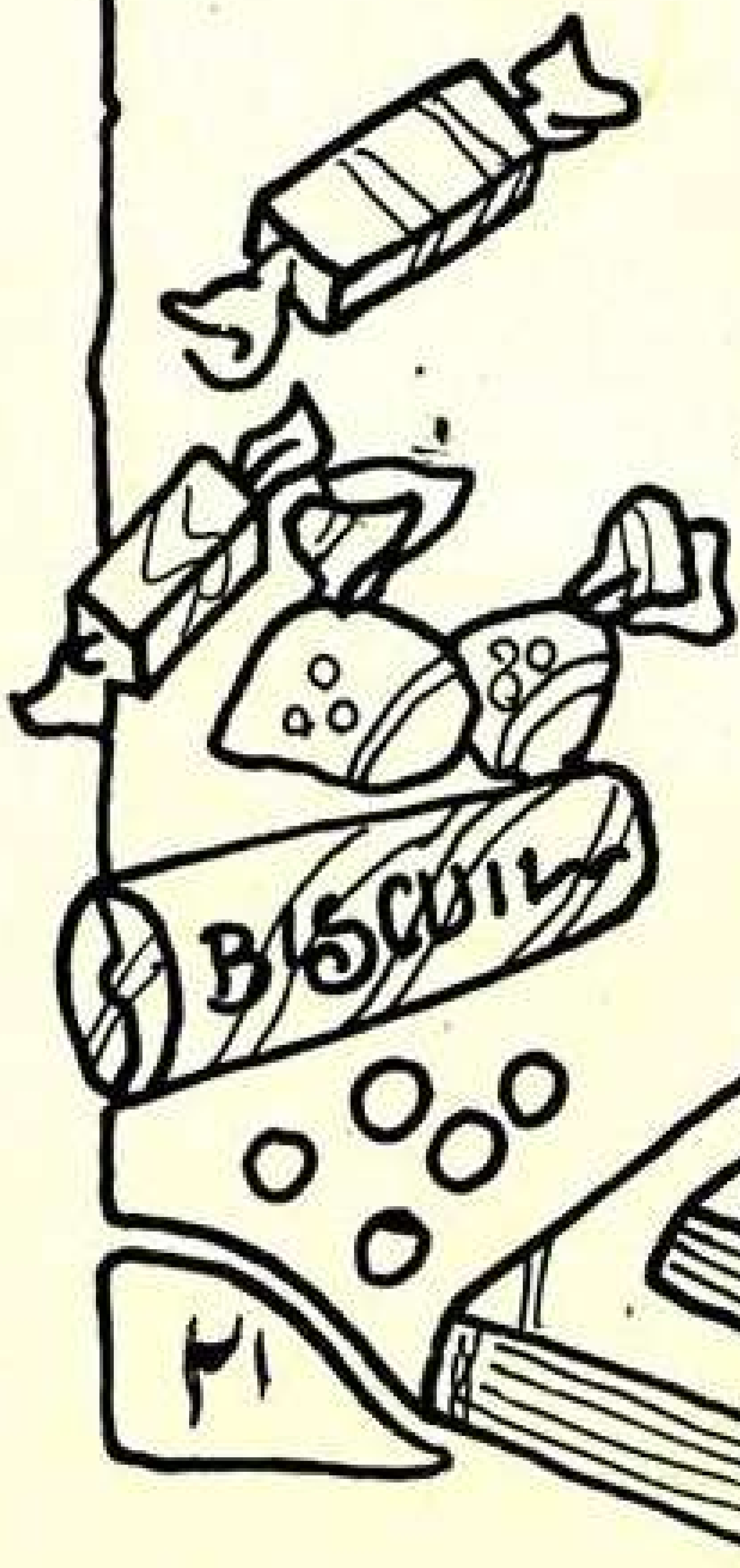


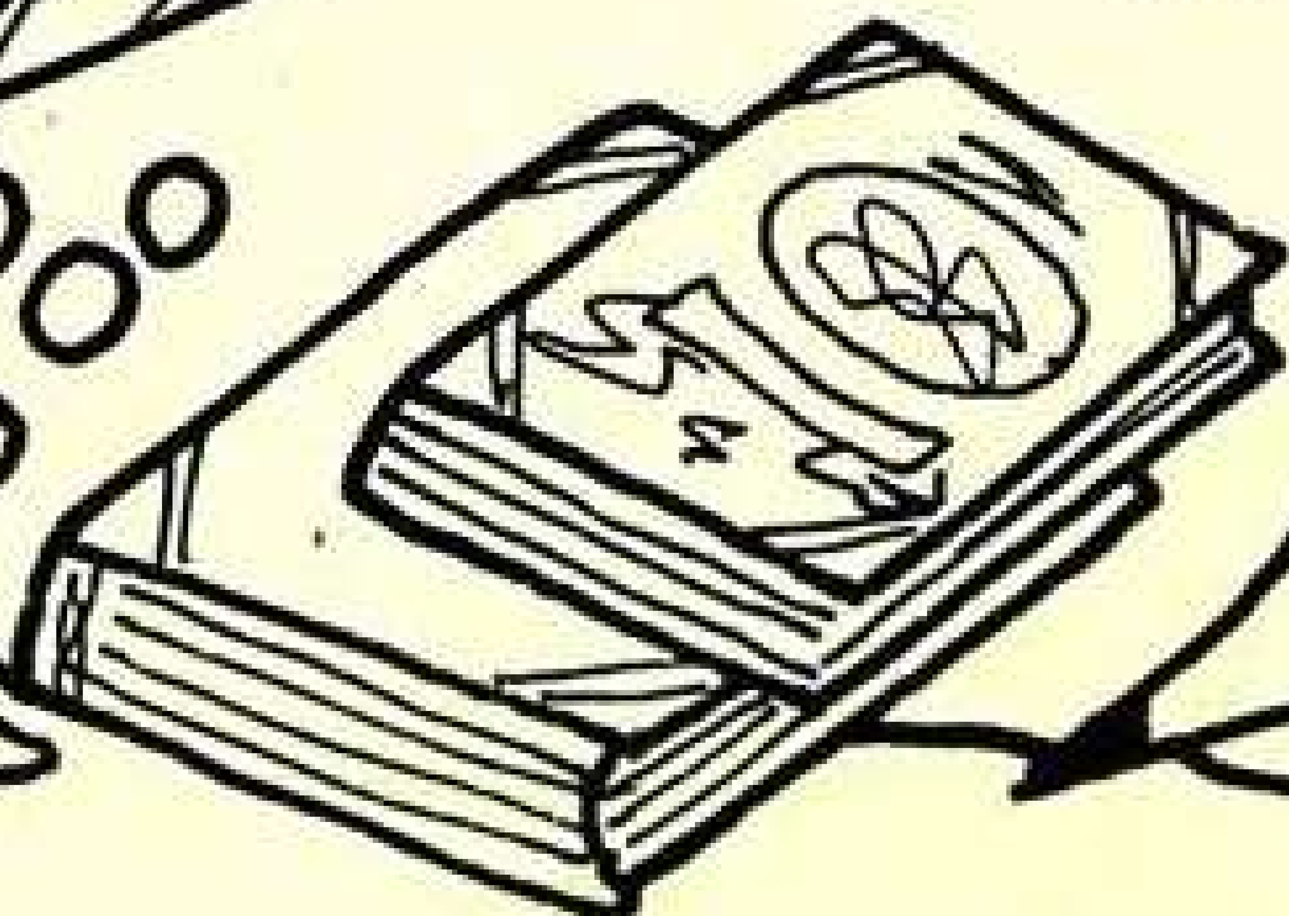
بچّوں کی سرکار

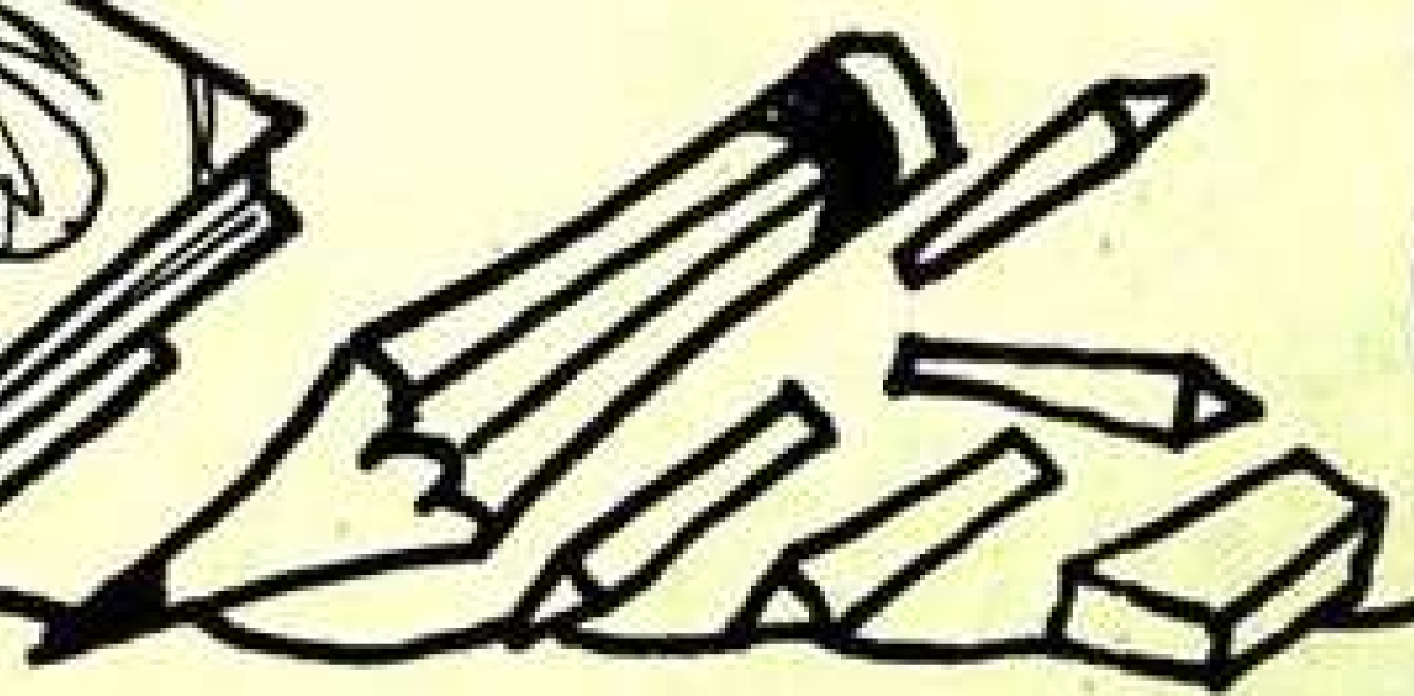
بڑوں کا راج تو صدیوں سے ہے زمانے میں
کبھی ہُوا نہیں دنیا میں راج چھوٹوں کا
اگر ہمیں بھی ملے اختیار اے لوگو!
تو ہم دکھائیں تمہیں کام کاج چھوٹوں کا



ملک میں بچوں کی گر سرکار ہو
زندگی اِک جشن اِک تہوار ہو
حکم دیں ایسے کلینڈر کے لئے
جس میں دو دن بعد اک اتوار ہو
سب کو دیں اسکول جیسا یونیفارم
ایک سی ہر پینٹ ہر شلوار ہو

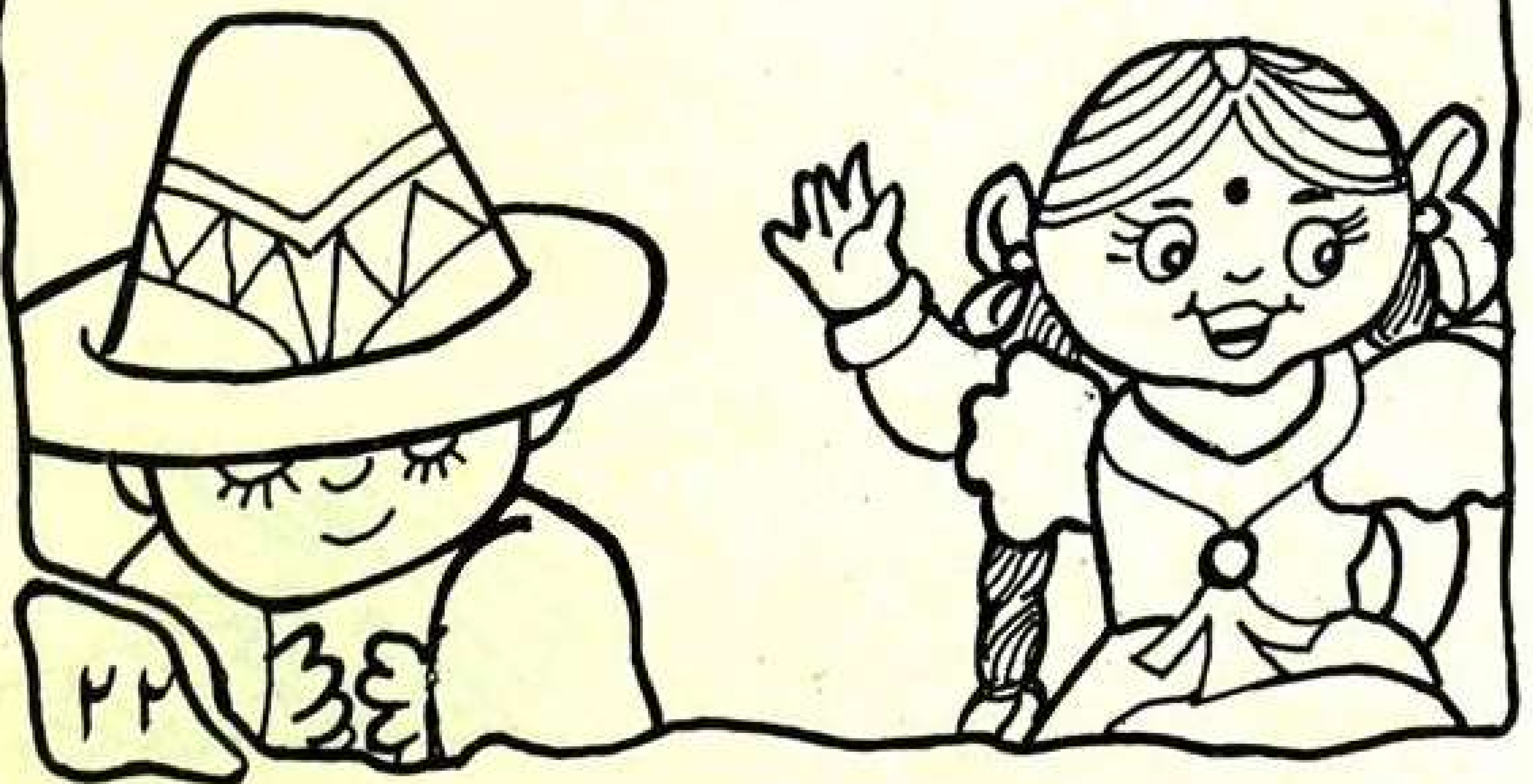






ہوسٹل تعمیر ہو سب کے لئے
کوئی بھی انساں نہ بے گھر بار ہو
راشٹر بھاشا ہم اشاروں کو بنائیں
دکھن اُتر میں نہ پھر تکرار ہو
ہم منسٹر ہوں تو وہ سسٹم بنے
جس میں مفلس ہو نہ ساہوکار ہو
قومی دولت کے خزانے ہوں کھلے
خود ہی لے جس کو جو درکار ہو
عید، دیوالی سبھی مل کر منائیں
آدمی کو آدمی سے پیار ہو

ملک میں بچوں ......



ہندوستانی بچے

بچو! تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی
باپو کے وردان کی، نہرو کے ارمان کی

آج کے ٹوٹے کھنڈروں پر تم کل دیش بساؤ گے
جو ہم لوگوں سے نہ ہوا، وہ تم کر کے دکھلاؤ گے

تم ننھی بنیادیں ہو، دنیا کے نئے ودھان کی
بچو! تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی

جو صدیوں کے بعد ملی ہے، وہ آزادی کھوئے نہ
دین دھرم کے نام پہ کوئی بیج پھوٹ کا بوئے نہ

ہر مذہب سے اونچی ہے قیمت انسانی جان کی
بچو! تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی

پھر کوئی جے چند نہ اُبھرے پھر کوئی جعفر نہ اُٹھے
غیروں کا دل خوش کرنے کو اپنوں پر خنجر نہ اُٹھے

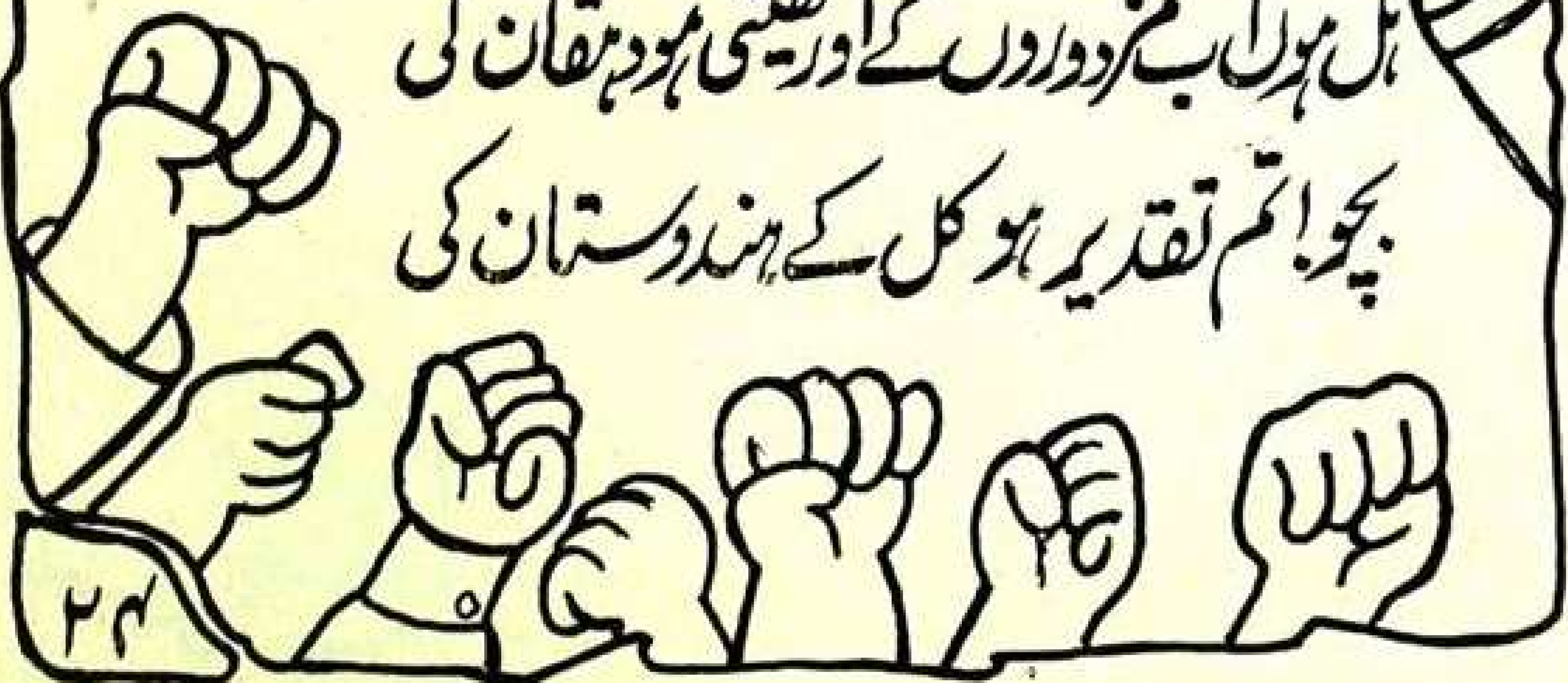
دھن دولت کے لالچ میں توہین نہ ہو ایمان کی
بچو! تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی

بہت دنوں تک اس دنیا میں ریت رہی ہے جنگوں کی
لڑی ہیں دھن والوں کی خاطر فوجیں بھوکے ننگوں کی

کوئی لٹیرا لے نہ سکے اب قربانی انسان کی
بچو! تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی

رہ نہ سکے اب اس دُنیا میں یُگ سرمایہ داری کا
تم کو جھنڈا لہرانا ہے محنت کی سرداری کا

ہل ہو اب مزدوروں کے اور کھیتی ہو دہقان کی
بچو! تم تقدیر ہو کل کے ہندوستان کی



بچو بناؤ نیا ہندوستان

بچے:

ہم نے سُنا تھا ایک ہے بھارت
سب ملکوں سے نیک ہے بھارت
لیکن جب نزدیک سے دیکھا
سوچ سمجھ کر ٹھیک سے دیکھا
ہم نے نقشے اور ہی پائے
بدلے ہوئے سب طور ہی پائے
ایک سے ایک کی بات جُدا ہے
دھرم جُدا ہے ذات جُدا ہے
آپ نے جو کچھ ہم کو پڑھایا
وہ تو کہیں بھی نظر نہ آیا

اُستاد: جو کچھ میں نے تم کو پڑھایا، اُس میں کچھ بھی جھوٹ نہیں
بھاشا سے بھاشا نہ ملے تو اس کا مطلب پھوٹ نہیں
اک ڈالی پر رہ کر جیسے پھول جُدا ہیں پات جُدا
بُرا نہیں گر یوں ہی وطن میں دھرم جُدا ہوں ذات جُدا

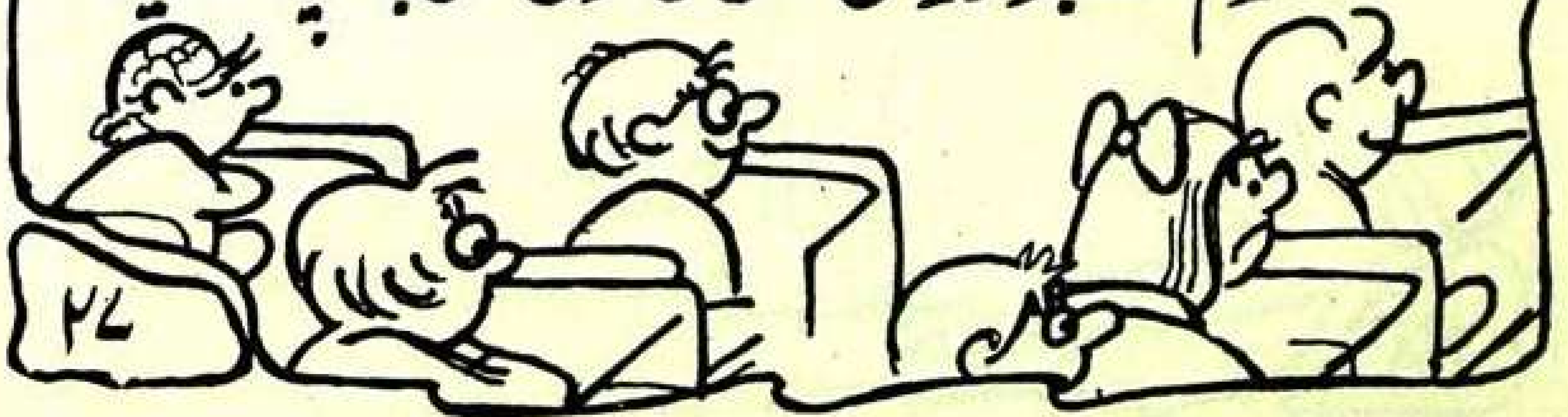
بچّے: وہی ہے جب قرآن کا کہنا
جو ہے وید پُران کا کہنا
پھر یہ شور شرابہ کیوں ہے؟
اتنا خون خرابہ کیوں ہے؟

اُستاد: صدیوں تک اس دیس میں بچّو! رہی حکومت غیروں کی
آج تک ہم سب کے منہ پر دھول ہے اُن کے پیروں کی
"لڑواؤ اور راج کرو" یہ اُن لوگوں کی حکمت تھی
اُن لوگوں کی چال میں آنا، ہم لوگوں کی ذلّت تھی

یہ جو بیر ہے اک دوجے سے یہ جو پھوٹ اور رنجش ہے
اُنہیں بدیشی آقاؤں کی سوچی سمجھی بخشش ہے

بچے: کچھ انسان برہمن کیوں ہیں؟
کچھ انسان ہریجن کیوں ہیں؟
ایک کی اتنی عزت کیوں ہے؟
ایک کی اتنی ذِلّت کیوں ہے؟

اُستاد: دھن اور گیان کو طاقت والوں نے اپنی جاگیر کہا
محنت اور غلامی کو کمزوروں کی تقدیر کہا
انسانوں کا یہ بٹوارہ، وحشت اور جہالت ہے
جو نفرت کی شکشا دے وہ دھرم نہیں ہے لعنت ہے
جنم سے کوئی نیچ نہیں ہے جنم سے کوئی مہان نہیں
کرم سے بڑھ کر کسی منش کی کوئی بھی پہچان نہیں



بچے: اب تو دیش میں آزادی ہے

اب کیوں جنتا فریادی ہے؟

کب جائے گا دور پرانا

کب آئے گا نیا زمانا؟

اُستاد: صدیوں کی بھوک اور بیکاری کیا اِک دن میں جائیگی؟

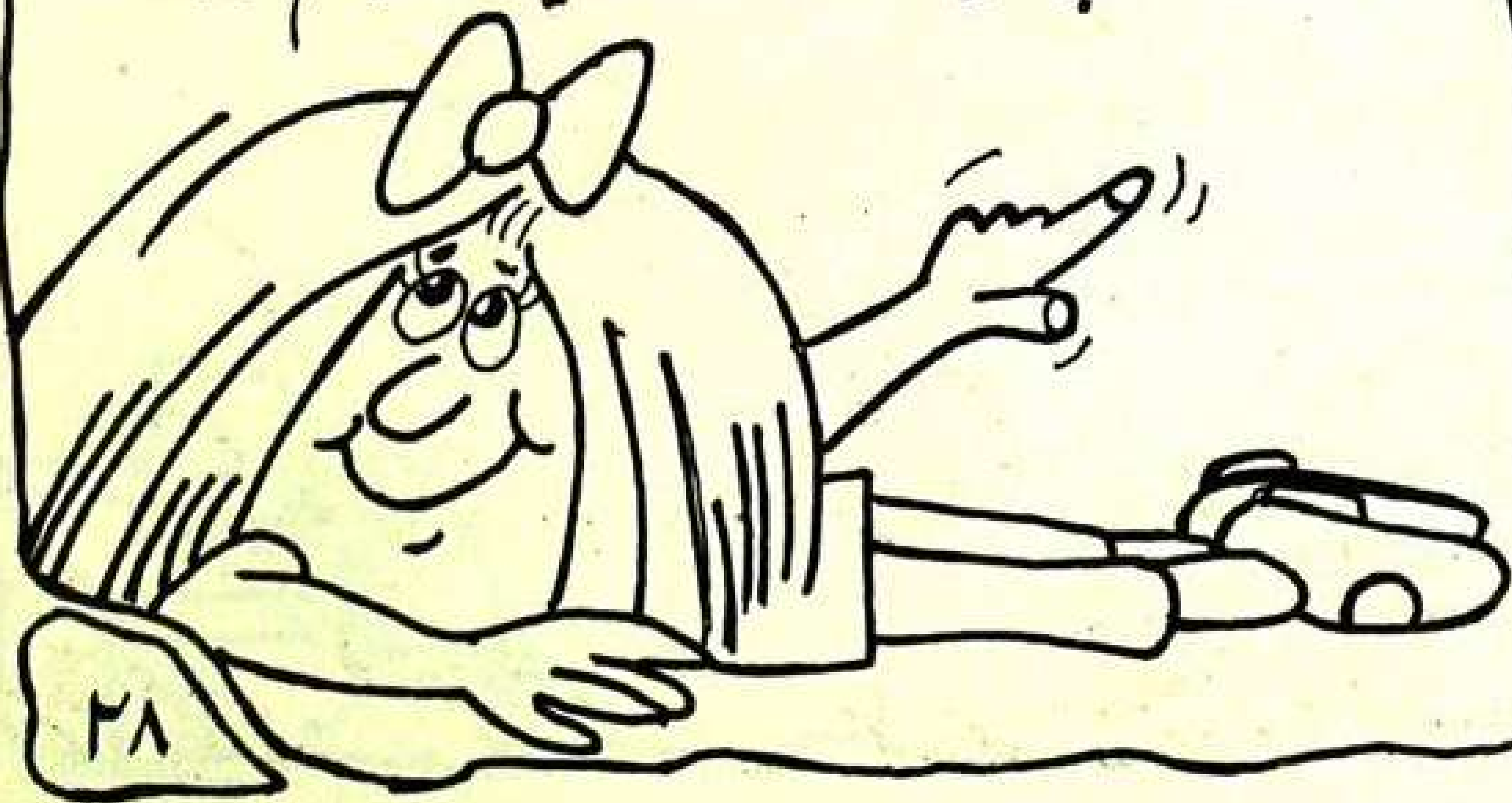
اِس اُجڑے گلشن پر رنگت آتے آتے آئے گی

یہ جو نئے منصوبے ہیں اور یہ جو نئی تعمیریں ہیں

آنے والے دور کی کچھ دُھندلی دُھندلی تصویریں ہیں

تم ہی رنگ بھروگے اِن میں، تم ہی اِنہیں چمکاؤ گے

نو یُگ آپ نہیں آئے گا، نو یُگ کو تم لاؤ گے



انسان کی اولاد

تو ہندو بنے گا، نہ مسلمان بنے گا
انسان کی اولاد ہے، انسان بنے گا

اچھا ہے ابھی تک ترا کچھ نام نہیں ہے
تجھ کو کسی مذہب سے کوئی کام نہیں ہے
جس علم نے انسانوں کو تقسیم کیا ہے
اُس علم کا تجھ پر کوئی الزام نہیں ہے
تو بدلے ہوئے وقت کی پہچان بنے گا
انسان کی اولاد ہے انسان بنے گا

مالک نے ہر انسان کو انسان بنایا
ہم نے اُسے ہندو یا مسلمان بنایا



قدرت نے تو بخشی تھی ہمیں ایک ہی دھرتی
ہم نے کہیں بھارت، کہیں ایران بنایا

جو توڑ دے ہر بند وہ طوفان بنے گا
انسان کی اولاد ہے انسان بنے گا

نفرت جو سکھائے وہ دھرم تیرا نہیں ہے
انساں کو جو روندے وہ قدم تیرا نہیں ہے
قرآن نہ ہو جس میں وہ مندر نہیں تیرا
گیتا نہ ہو جس میں وہ حرم تیرا نہیں ہے

تو امن کا اور صلح کا ارمان بنے گا
انسان کی اولاد ہے انسان بنے گا



بچّہ ہے مہان

تجھ میں ایشور
اللہ تجھ میں
تجھ میں جیسز پایا
بچّے میں ہے بھگوان
بچّے میں رحمٰن
بچّہ جیسز کی شان
گیتا اس میں
بائبل اس میں
اس میں ہے قرآن
بولو بچّہ ہے مہان
جگ میں بچّہ ہے مہان



مندر مسجد اور گرجے میں اس کا نور سمایا
اِس ننھی سی جان میں چھپ کر وہ اپنے گھر آیا
پاپی من کو پاون کرتی اس کی ہر مُسکان
بولو بچہ ہے مہان
جگ میں بچہ ہے مہان
گیانی سب یہیں بھید کراوے، بچہ میل کراوے
ہم جیسے بھولے بھٹکوں کو سیدھی راہ دکھاوے
اس کے بھولے پن پر صدقے دنیا بھر کا گیان
بولو بچہ ہے مہان
جگ میں بچہ ہے مہان



لوری

رات آ گئی چمن کے نظارے بھی سو گئے
ندیا کو نیند آ گئی ، دھارے بھی سو گئے
نیلے گگن کے راج دُلارے بھی سو گئے
سویا ہوا ہے چاند ستارے بھی سو گئے
نیندیں گھُلی ہوئی ہیں نشیلی ہواؤں میں !
سو جا رے لاڈلے مرے آنچل کی چھاؤں میں
چمپا بھی سو گئی ، سلیمی بھی سو گئی
ابّا بھی محوِ خواب ہیں ، آپا بھی سو گئی
گڑیا کی چور ، کلمونی عذرا بھی سو گئی
لے اب تو تیری ننّھی سی مینا بھی سو گئی
نیندیں گھُلی ہوئی ہیں نشیلی ہواؤں میں
سو جا رے لاڈلے مرے آنچل کی چھاؤں میں
کل پھر سُناؤں گی تجھے سچّی کہانیاں
رُوس اور چین دیس کے لوگوں کی داستاں

جن کی وطن پرست جواں سال لڑکیاں
مردوں سے بڑھ کے اپنے وطن کی ہیں پاسباں
نیندیں گھُلی ہوئی ہیں نشیلی ہواؤں میں!
سو جا رے لاڈلے مرے آنچل کی چھاؤں میں

چُپ چاپ اور خموش ہے ہر ایک رہ گزر
پنچھی بھی سو رہے ہیں درختوں پہ بے خبر
اب دیر ہو چکی ہے مرے لال ضد نہ کر
جانا ہے مدرسے تجھے کل صبح وقت پر
نیندیں گھُلی ہوئی ہیں نشیلی ہواؤں میں
سو جا رے لاڈلے میرے آنچل کی چھاؤں میں

کل صبح جب میں پاس کے بازار جاؤنگی
سراج اور ٹیپو کی تصویر لاؤں گی
اور ان کی زندگی کی کہانی سُناؤں گی
تجھ کو بھی ویسی شان سے جینا سکھاؤنگی

نیندیں گھُلی ہوئی ہیں نشیلی ہواؤں میں
سو جا رے لاڈلے میرے آنچل کی چھاؤں میں

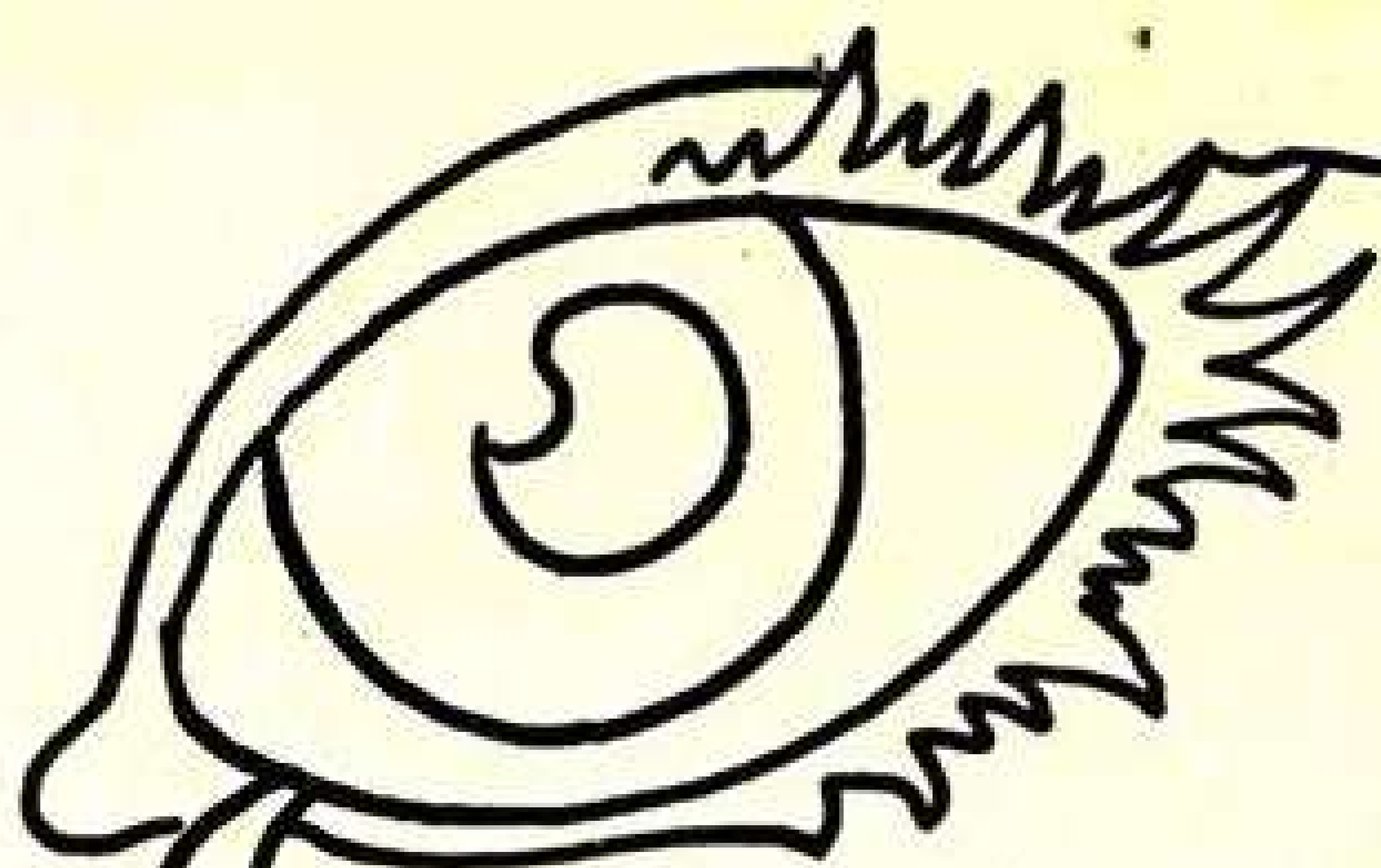
پھولوں کی شاہزادیاں، باغوں کی رانیاں
جائیں گی خواب میں ترے ہمراہ گلستاں
اور ڈھونڈ کر ترے لئے لائیں گی تتلیاں
ہیں تیرے انتظار میں خوابوں کی وادیاں
نیندیں گھلی ہوئی ہیں نشیلی ہواؤں میں
سو جا رے لاڈلے میرے آنچل کی چھاؤں میں



ننھّے گلفام

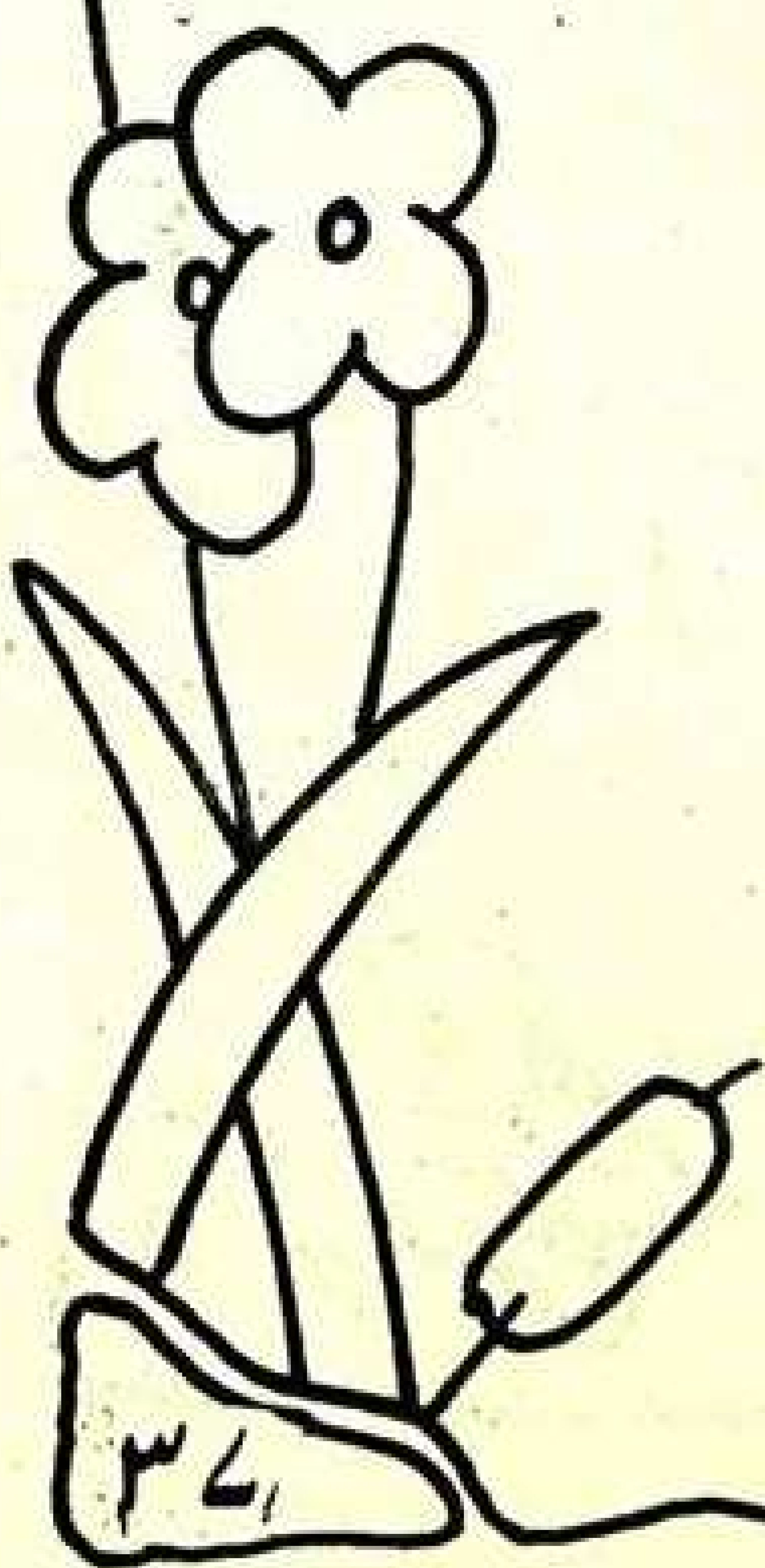
اے میرے ننھّے گلفام
میری نیندیں تیرے نام
تیرا بچپن پاک رہے
مجھ پر تو ہیں سو الزام

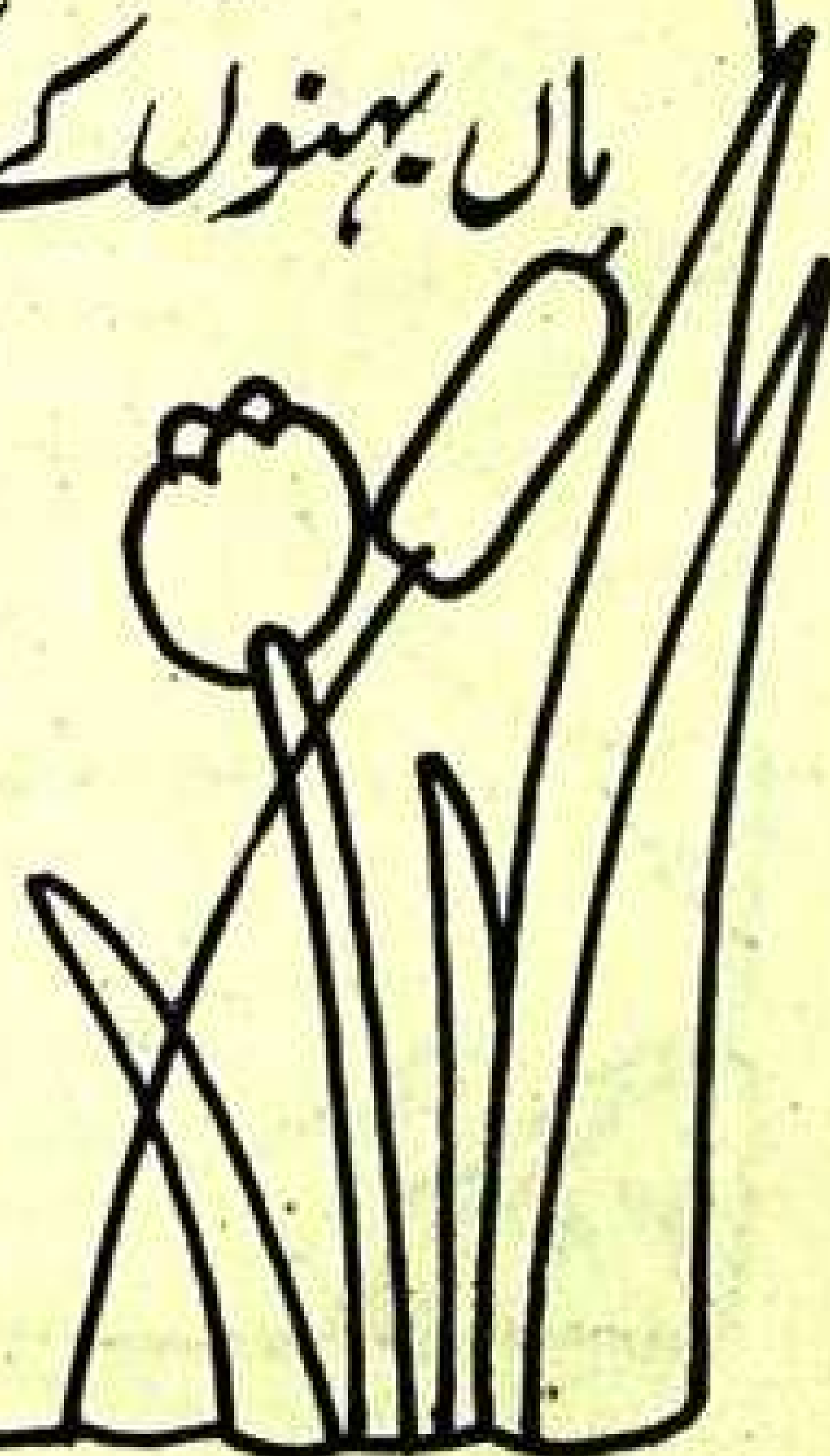
کس کا پڑا تجھ پر سایہ؟
کس نے یہ رستہ دِکھلایا؟
کون تجھے اِس گھر میں لایا؟
یہ گھر ہے رُسوا بدنام
اِن گلیوں کی قسمت ہے
ٹوٹے گجرے چھوٹے جام
زخمی سازوں کی جھنکار
گھایل گیتوں کی گنجار



دُکھتے من کی چیخ پکار
عیاشوں کے کھیل کا نام
اِن کوچوں میں ہوتا ہے
ارمانوں کا قتلِ عام

اِس بستی میں زہر گھُلے
ہر بوٹی روٹی میں تُلے
اِن گلیوں کی آنکھ کھُلے
جب دھرتی پر چھائے شام
سو نہ گیا تو دیکھے گا
ماں بہنوں کے لگتے دام





میرے مُنّے

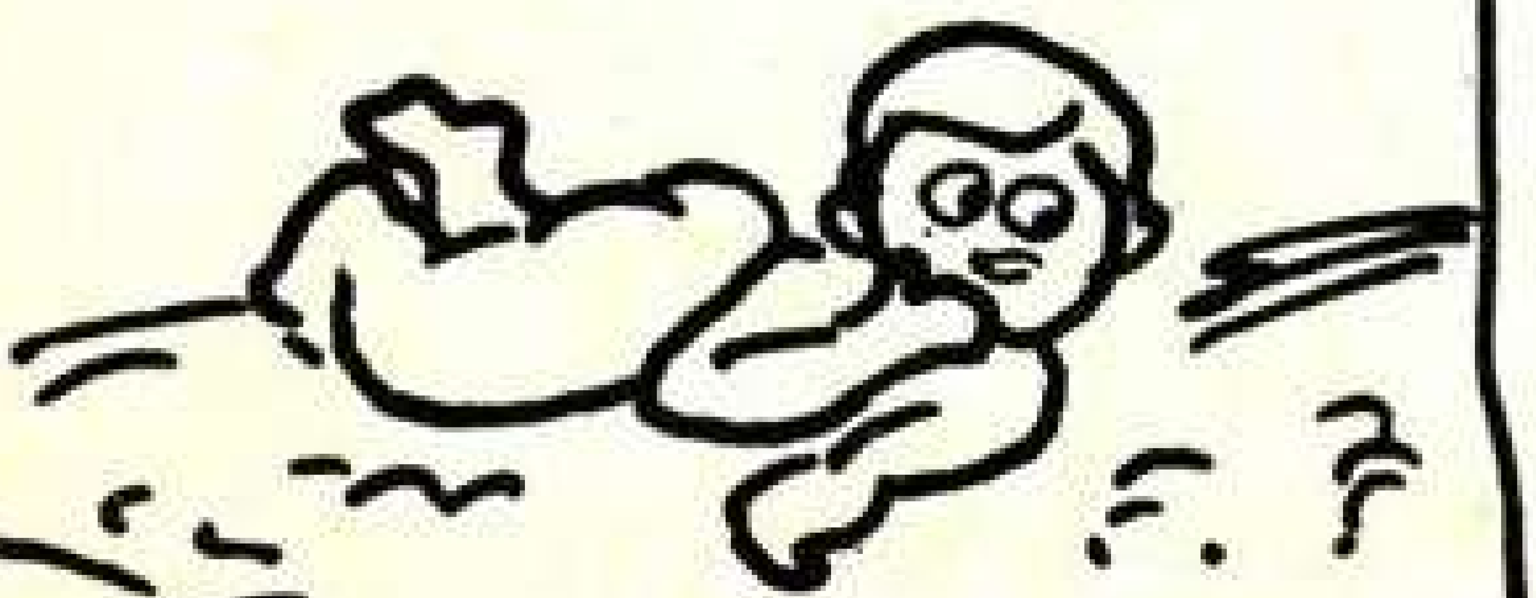
میرے مُنّے رے
سیدھی راہ پہ چلنا
جُگ جُگ تک کھول نہ پہنّا

میرے مُنّے رے...

کیسی بھی مشکل آئے
تیرا پاؤں نہ ڈولنے پائے
تو اُن کا مان بڑھائے
میں تجھ پہ بلیہاری
تو سیدھی راہ پہ چلنا
جُگ جُگ تک کھول نہ پہنّا

میرے مُنّے رے...







سچ بات سے مت گھبرانا
ہر جھوٹ سے ٹکرا جانا
سنسار میں نہ تو سمانا
میں تجھ پر بلیہاری
سیدھی راہ پہ چلنا

میرے مُنّے ....

میری جیون رات اندھیری
تو ننھی جیوت ہے میری
کل ہو کہ نہ ہو ماں تیری
میں تجھ پر بلیہاری
سیدھی راہ پہ چلنا

میرے مُنّے ....



نظم

ننھی پری

میرے گھر آئی ایک ننھی پری
چاندنی کے حسین رتھ پہ سوار
میرے گھر آئی ایک ننھی پری

اُس کی باتوں میں شہد جیسی مٹھاس
اُس کی سانسوں میں عطر کی مہکار



ہونٹ جیسے کہ بھیگے بھیگے گلاب
گال جیسے کہ دہکے انار
میرے گھر آئی ایک ننھی پری

اُس کے آنے سے میرے آنگن میں
کھل اُٹھے پھول، گنگنائی بہار
دیکھ کر اُس کو جی نہیں بھرتا
چاہے دیکھوں اُسے ہزاروں بار
میرے گھر آئی ایک ننھی پری

میں نے پوچھا اُسے کہ کون ہے تُو
ہنس کے بولی کہ میں ہوں تیرا پیار
میں تیرے دل میں تھی ہمیشہ ہی
گھر میں آئی ہوں آج پہلی بار

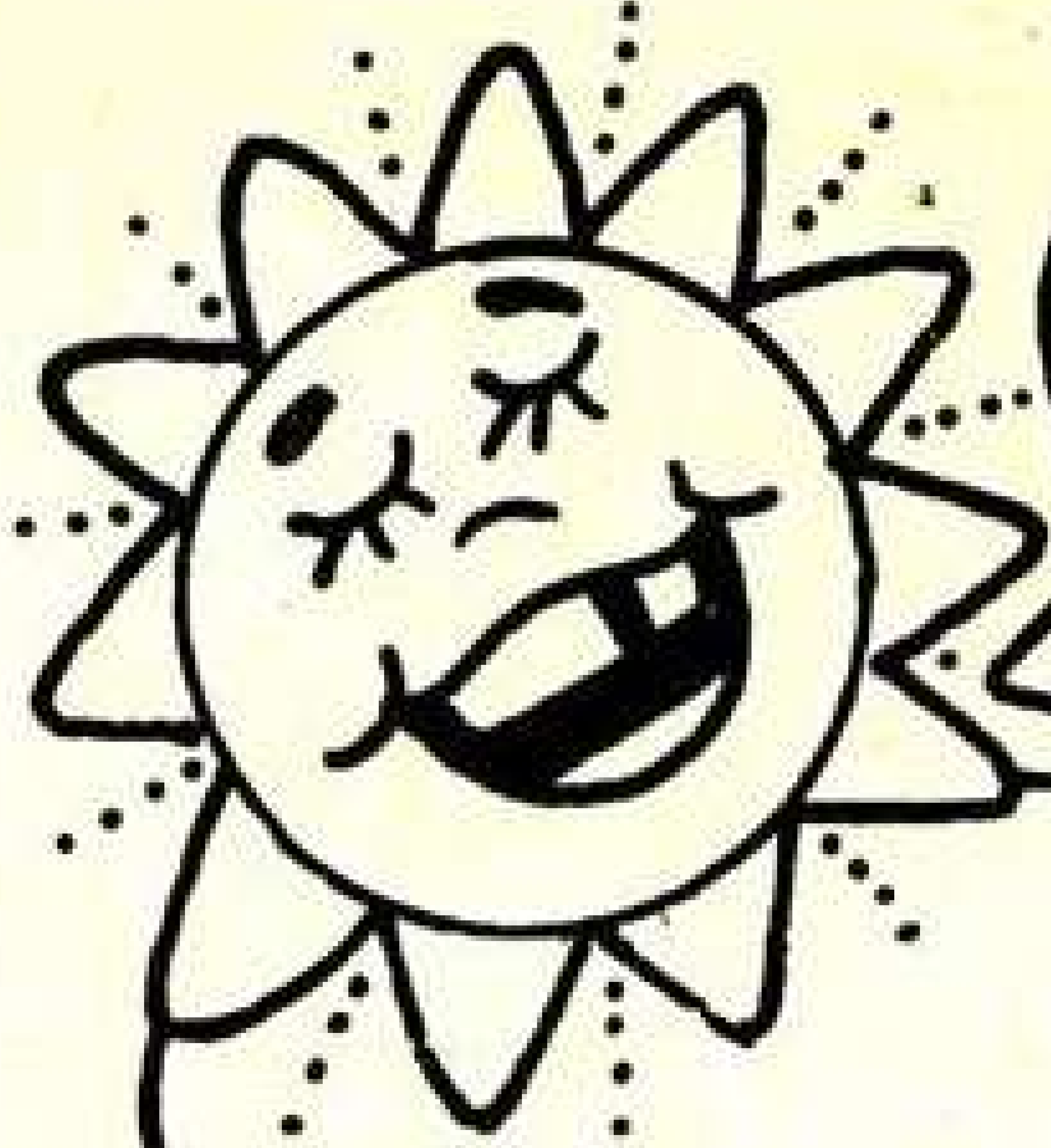
میرے گھر آئی ایک ننّھی پری



ننھّی لاڈلی



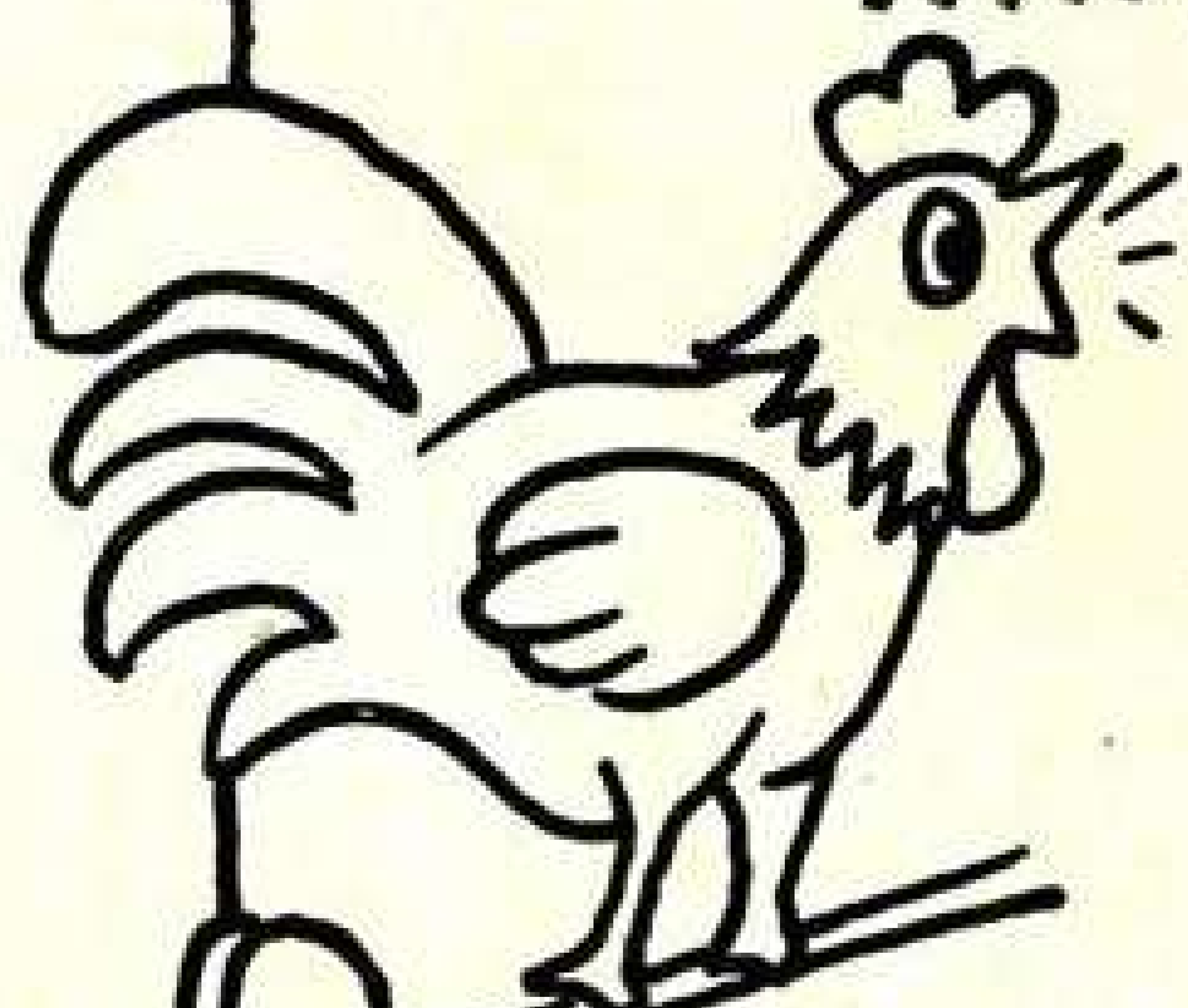
اونٹ کھٹ ننھّی لاڈلی
تجھے دیکھے تیرا ماما' چندا ماما
ہر رات کو چندا آئے
اور دُودھ ملائی لائے
چاندی کی تھالی میں
سونے کی پیالی میں
تجھے کھلائے۔ چندا مُسکائے
اونٹ کھٹ ننھی لاڈلی
یوں تیرا مکھڑا دمکے
جوں نبھ پر چندا چمکے
وہ امبر کا موتی ہے
تو دھرتی کی جیوتی ہے
تیری جیوتی جُگ جُگ لہرائے
اونٹ کھٹ لاڈلی



ممّی کے لئے ایک گیت

مُرغا بولے ککڑوں کوں
چڑیا بولے چوں چوں چوں
ممّی آنکھیں کھولو
ذرا تو کچھ بولو
چُپ بیٹھی ہو کیوں

مُرغا بولے.....



غُصّے ہو تو معاف کرو
دل کی تختی صاف کرو
میں اور ڈالی کان پکڑ کر
بیٹھے ہیں اُکڑوں

مُرغا بولے.....

کسی نے تمہیں ستایا ہو
یا سینے میں دھمکایا ہو
ہم کو اس کا نام کہو
ہم کر دیں پلٹا چلوں

مُرغا بولے.....

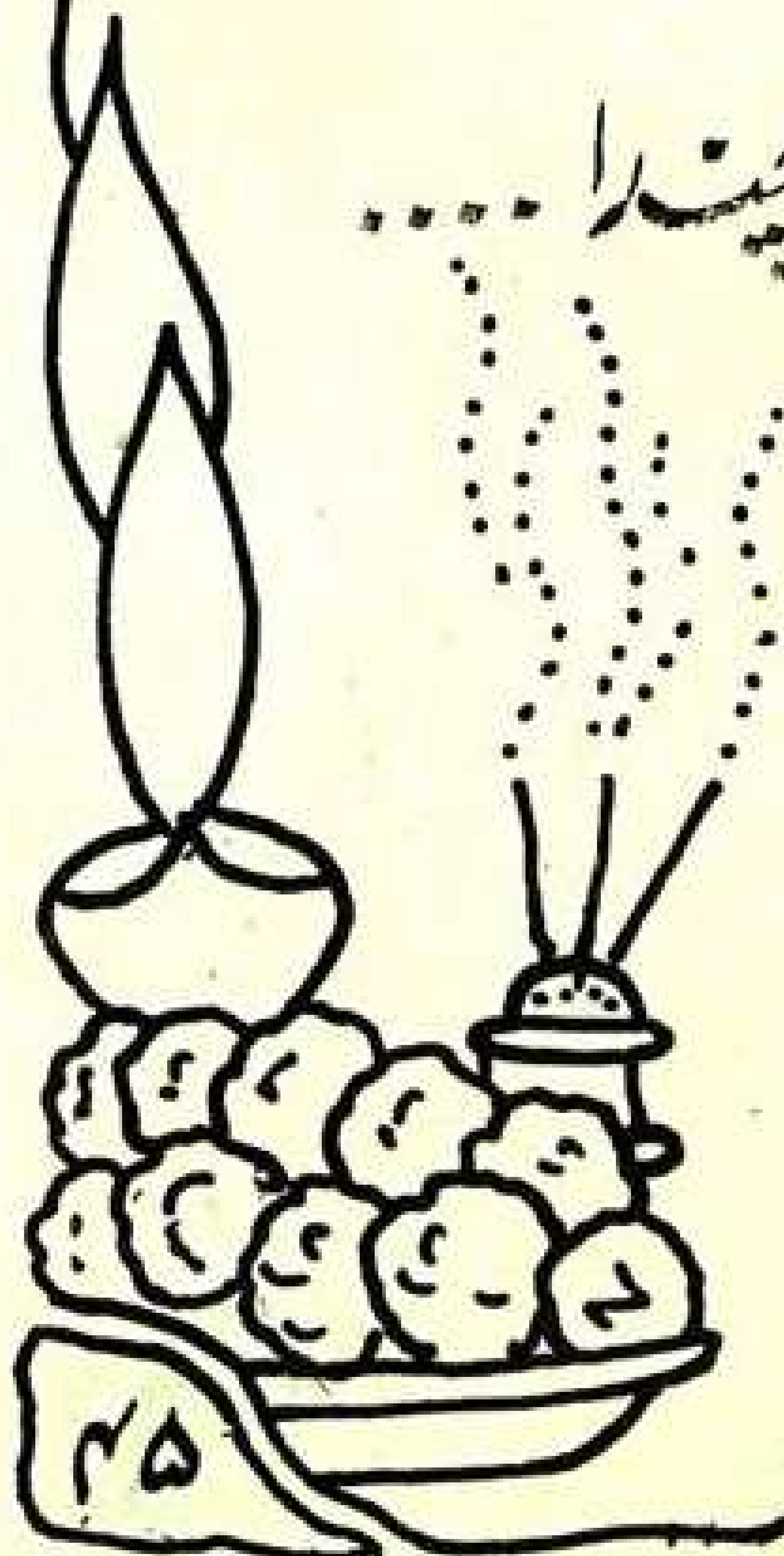




بھیّا کو سندیسا

میرے بھیّا کو سندیسا پہنچانا
رے چندا تیری جیوت بڑھے
دُور نگر میرے بھیّا کا ڈیرا
بیچ میں پریت ندیا
تجھے پہنچتے اک پل لاگے
مجھے پہنچتے صدیاں
میرے دل کی دُعائیں لے جانا

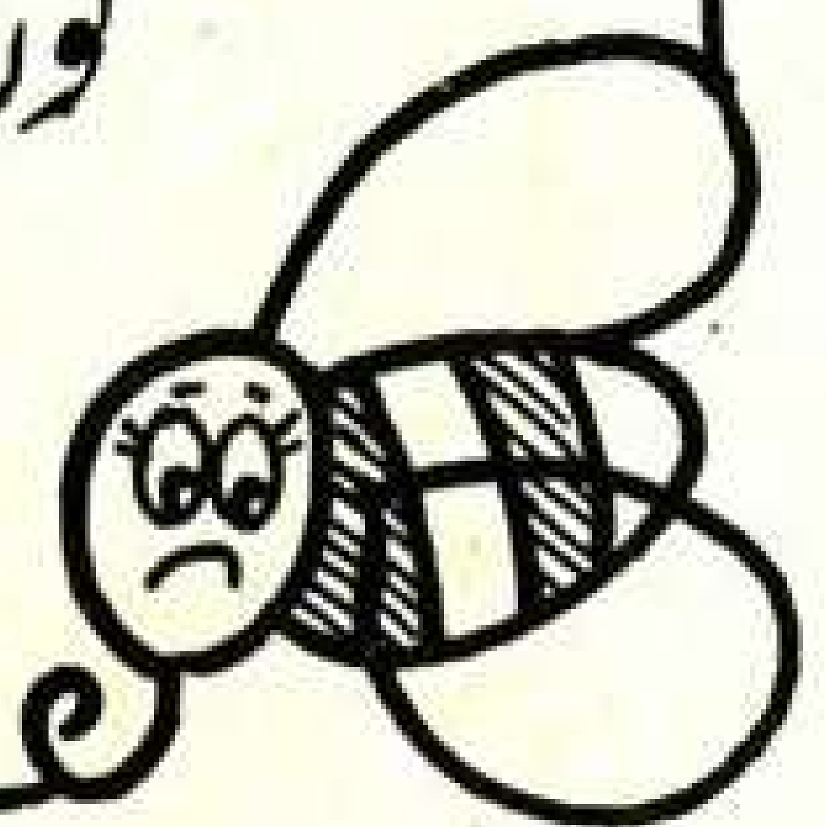
رے چندا......



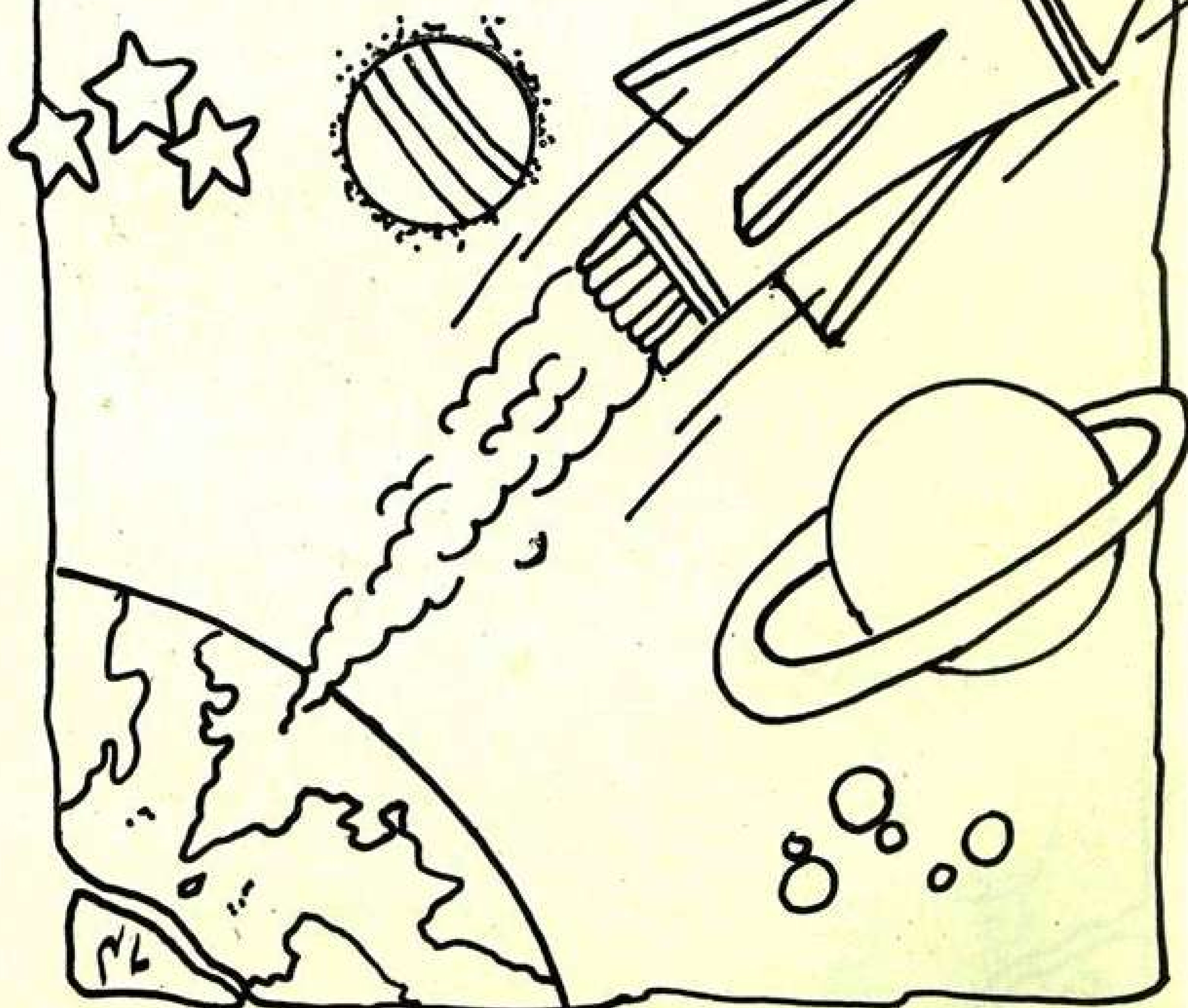
جُگ جُگ چمکے تو امبر پر
رُوپ گھٹے نہ تیرا
تو ہے میرے بھیّا جیسا
تجھ سا بھیّا میرا
آج تو ہی گلے سے لگ جانا

ماما جی کا راکٹ

ماما جی کے راکٹ پر ہم چاند کی سیر کو جائیں گے
وہاں کے بچوں سے مل جل کر دودھ ملائی کھائیں گے
دیدی ساتھ نہ جائے گی تو کون تمہیں بہلائے گا
کون کرے گا کنگھی پٹی، کپڑے کون پہنائے گا
ہوا کرے گی کنگھی پٹی اور بادل نہلائیں گے
پریاں کپڑے پہنائیں گی تارے منہ دھلوائیں گے
ماما جی....
رات کو نیند نہ آئے گی تو لوری کون سنائے گا
گھوڑا بن کر کون چلے گا، پیٹھ پہ کون بٹھائے گا
گھوڑا بنتا کیا مشکل ہے، ہم خود ہی بن جائیں گے
لوری تیری چال بہت ہے باجے پر بجوائیں گے
ماما جی....



کپڑوں پر گر جائے گا سالن کھانا کیسے کھاؤ گے
ڈیڈی ساتھ نہ ہو تو تم لوگ کچھ بھی مزا نہ پاؤ گے
ماما جی کا راکٹ ہے، ماما جی جو فرمائیں گے
ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں ڈیڈی کو لے جائیں گے
اچھا اب تم یہیں پہ ٹھہرو میں جلدی سے جاتا ہوں
اپنے پیارے ماما جی سے پوچھ کے واپس آتا ہوں
ماما جی کے راکٹ ....



او بیٹا...

بیٹا ڈر مت، ڈر مت، ڈر مت
آہیں بھر مت، بھر مت، بھر مت
چنتا کر مت، کر مت، کر مت
یونہی مر مت، مر مت، مر مت

او بیٹا....

تیرے پاؤں کے نیچے دنیا
بوٹ کی چھاؤں کے نیچے دنیا
تو ہے راجاؤں کا راجا
دو دن سب میں موج مناجا

او بیٹا....

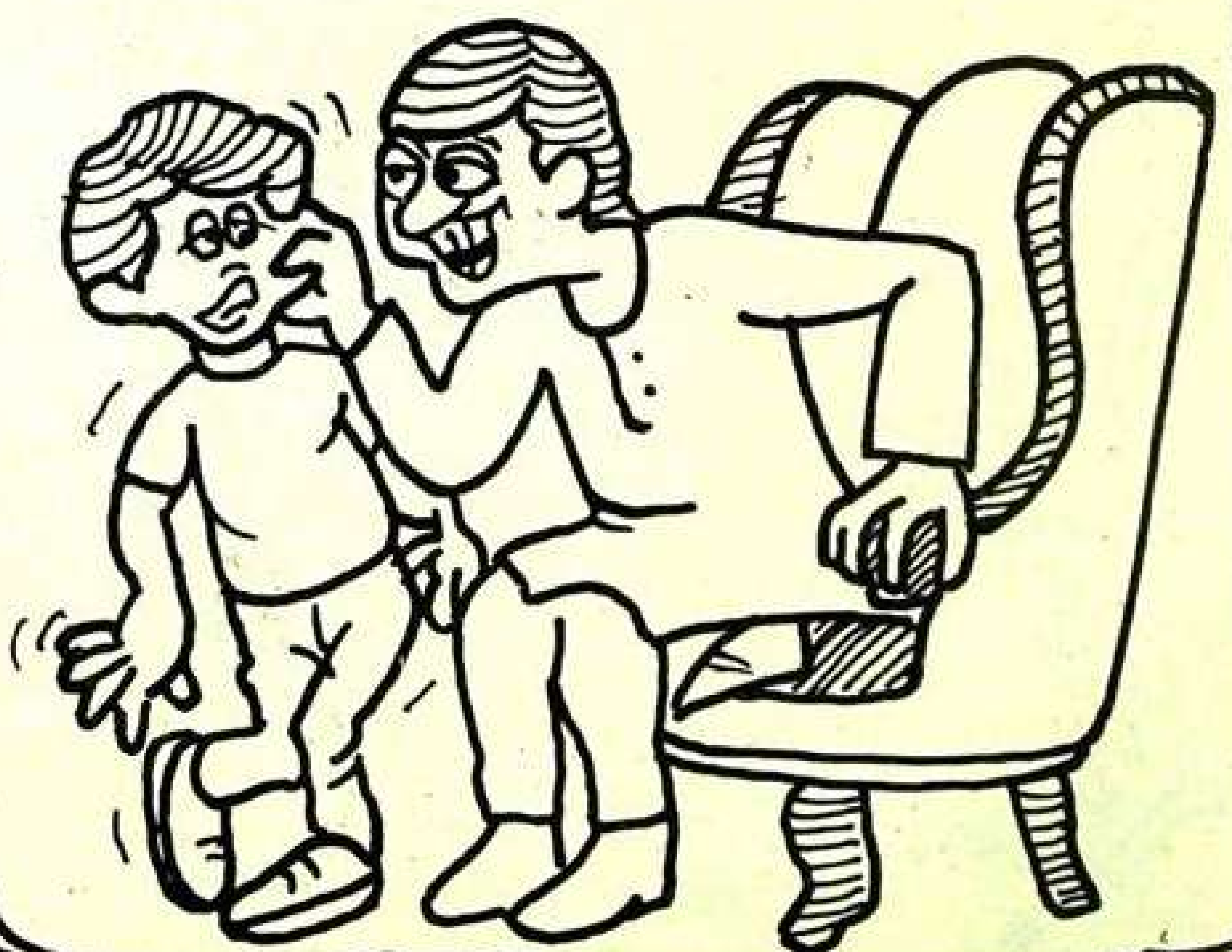
بھائی لوگ ہیں سچ فرماتے
ہر کتے کے دن ہیں آتے

جس نے آج دیا کل لے گا
تجھ کو من چاہا پھل دے گا

او بیٹا...

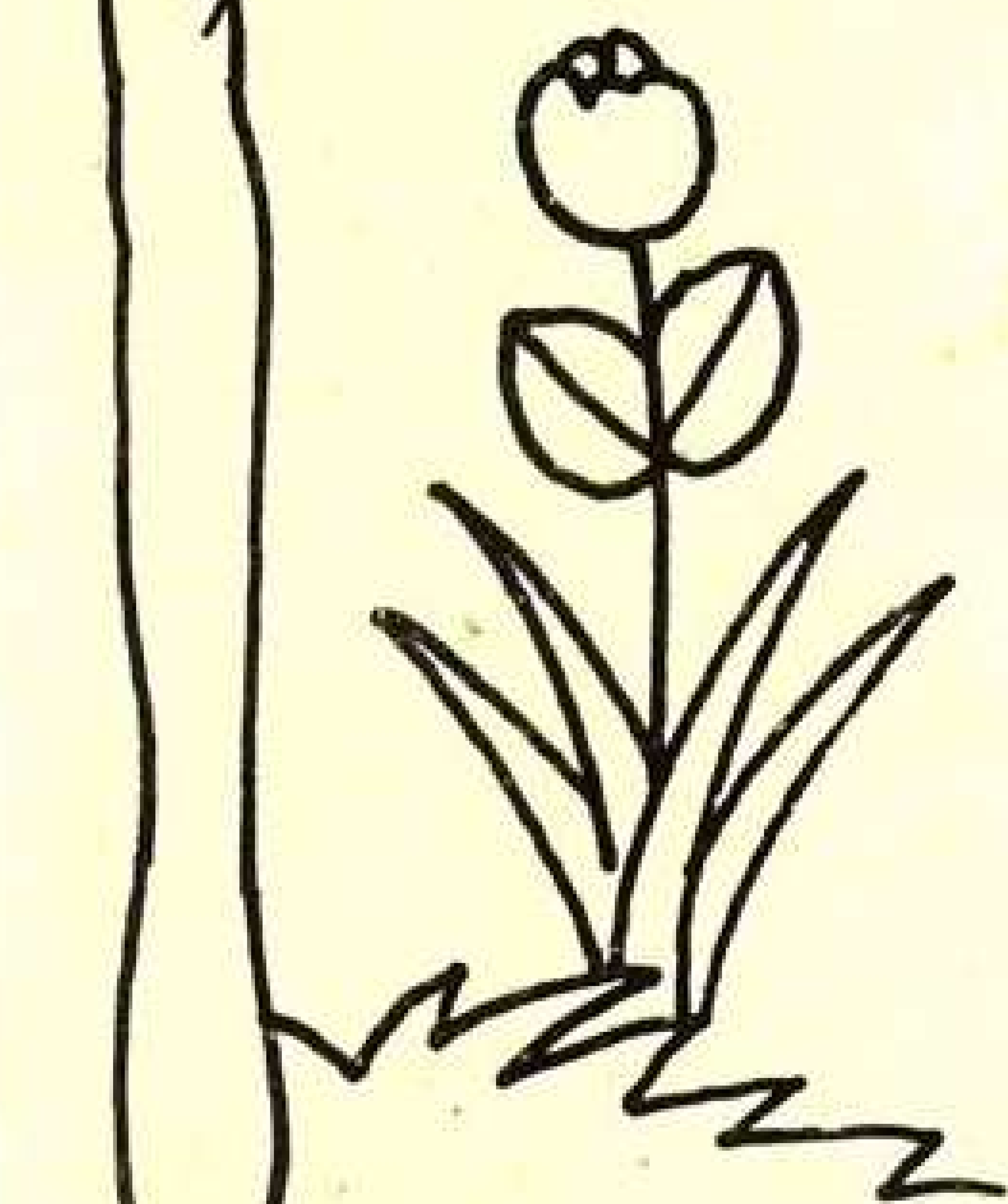
نا چو ڈِنگ ڈنگ ڈِنگ ڈِنگ ڈارا
گاؤ ترارارا را را را
بولو کٹ مِٹ کِٹ مِٹ کُٹ مِٹ
لے لو ہم سے خوشی کا پرمِٹ

او بیٹا...



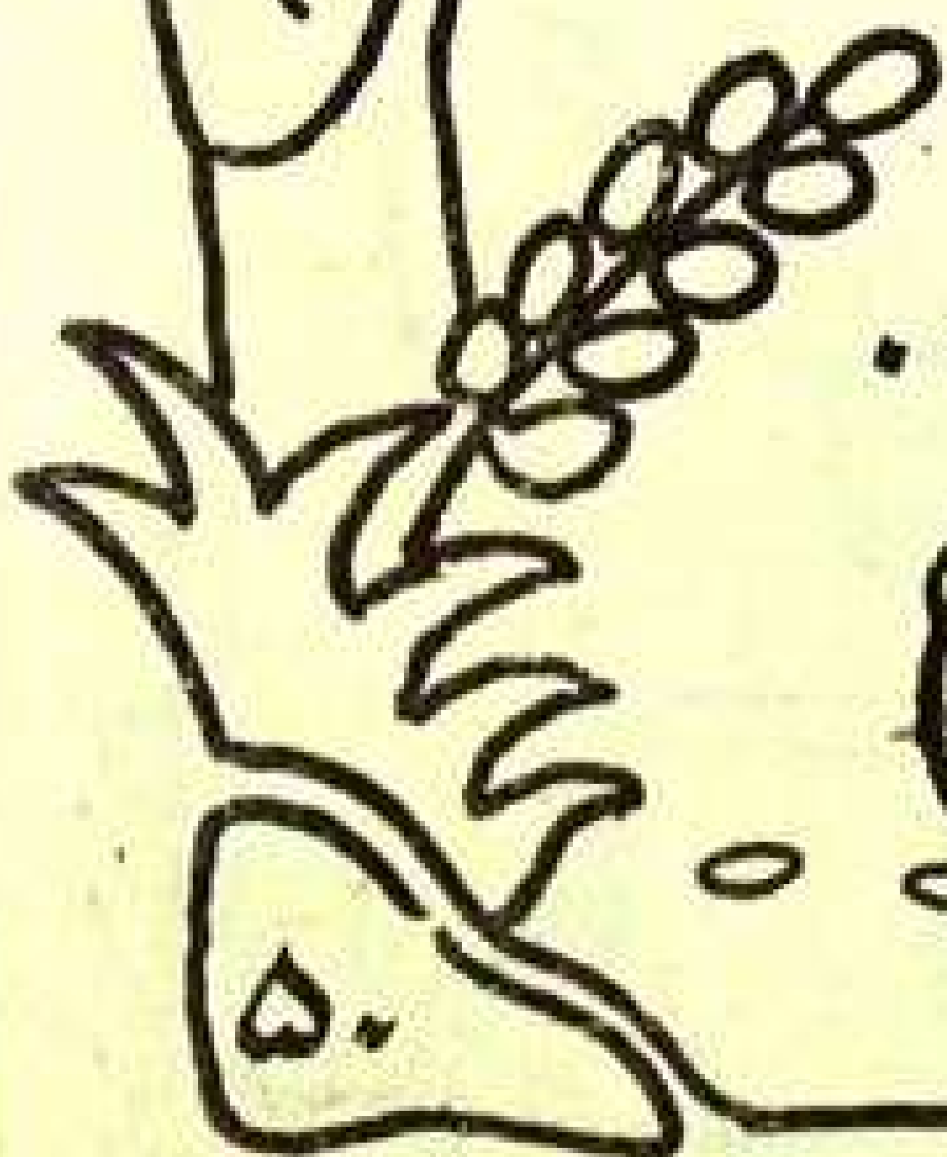
مُرغا، مُرغی

مُرغا مُرغی پیار سے دیکھیں
ننھا چوزہ کھیل کرے
میں کس کو بولوں جو میرے
ماتا پتا کا میل کرے

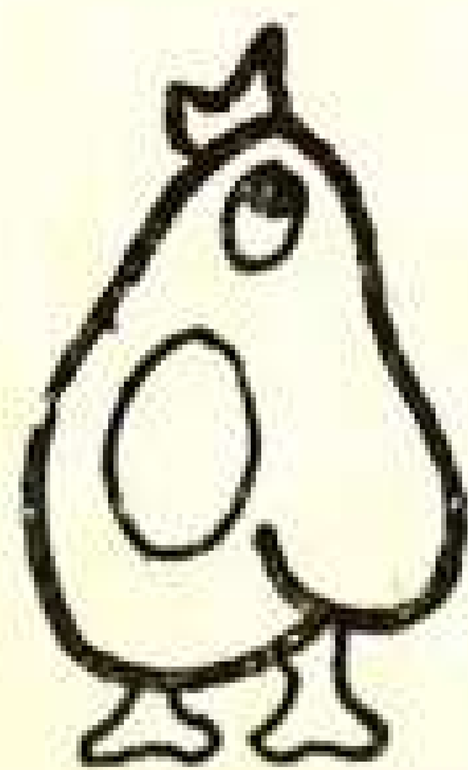


چڑیا اور چِڑا مِل جُل کر
دانا دُنکا لائے
اپنے چھوٹے سے بچّے کو
کھول کے چونچ کھِلائے
میں جب اپنے بھاگ کو سوچوں
آنکھ میں آنسو آئے

مُرغا مُرغی ......







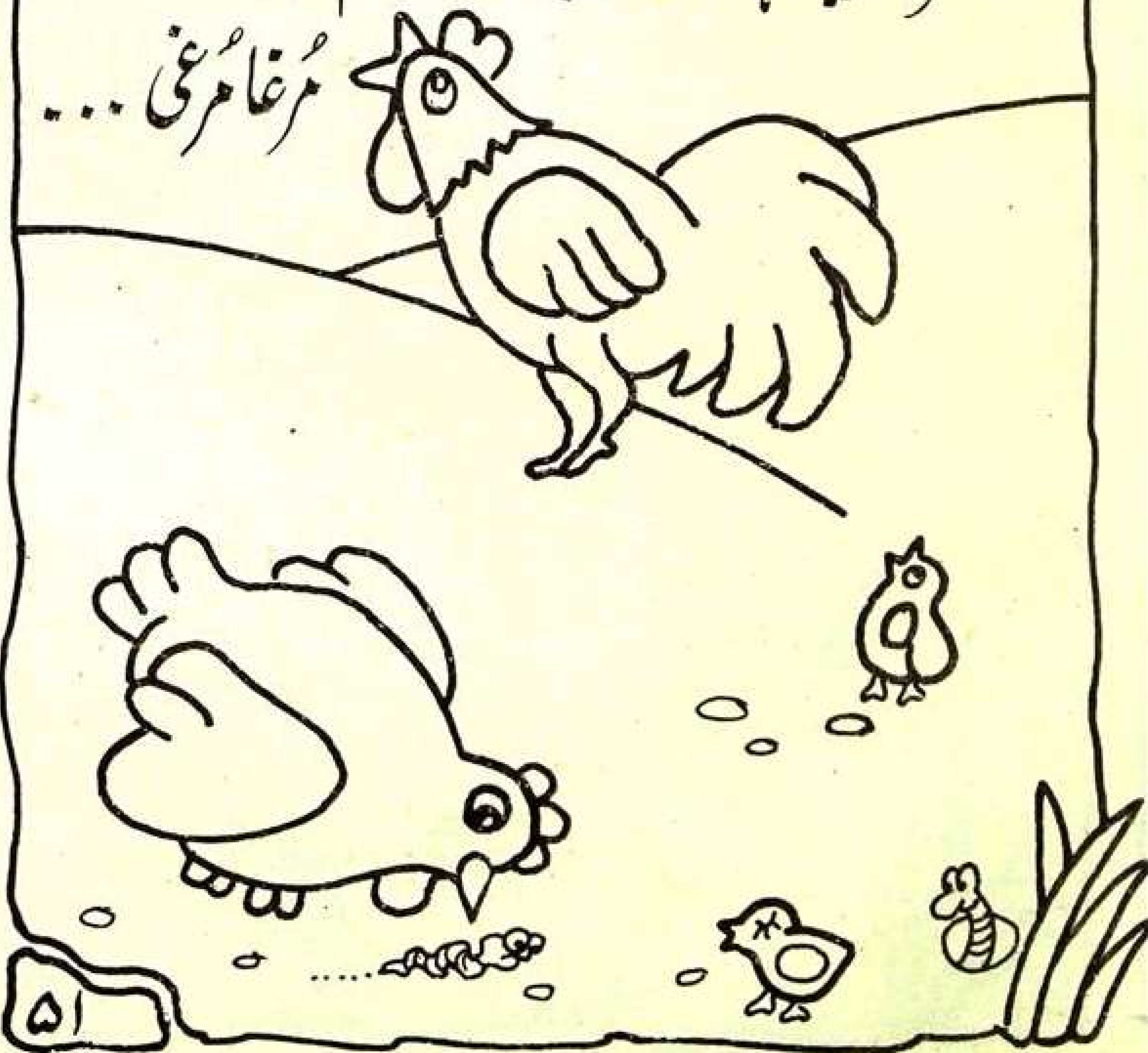


ساتھ کے گھر کا ننھا بچہ ماتا پتا سنگ کھیلے
میرا بچپن ماتا پتا کی دُوری کا دُکھ جھیلے
کوئی مجھے میرا گھر دیدے محلے دو محلے لے

مُرغا مُرغی ....

بڑوں کے آگے بات کریں یہ ہم بچوں کا کام نہیں
جب تک ان کا من نہ پگھلے اپنے لئے آرام نہیں
اُس گھر میں کیا رہنا جسمیں سیتا کے سنگ رام نہیں

مُرغا مُرغی ...



اونچّو سُن لو بات



اونچّو سُن لو بات
بُڈھے بابا سے
کُبڑے چاچا سے
بڑھ کے ملا لو ہات

اونچّو......

آیا ہوں میں دُور گاؤں سے
تھوڑا ریل سے تھوڑا پاؤں سے
میری داڑھی میں جتنے بال ہیں
میرے پاس اُتنے کمال ہیں

اونچّو......

جو نہی بول دوں اک دو تین میں
پُھر سے بھیج دوں تم کو چین میں

جو بجاؤں بین اپنی بین کو
چوکلیٹ کر دوں زمین کو

او بچّو.....

میرے قابو میں چار بھوت ہیں
چاروں بھوت رستم کے پوت ہیں
میرے بھوتوں سے جیتے جنگ جو
اُس کا بیاہ شاہزادی سنگ ہو

او بچّو.....



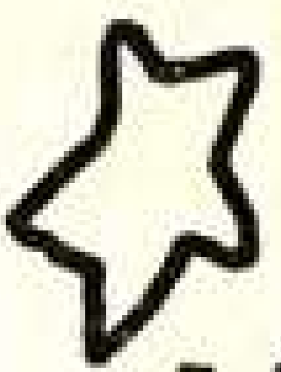
سچّے کا بول بالا



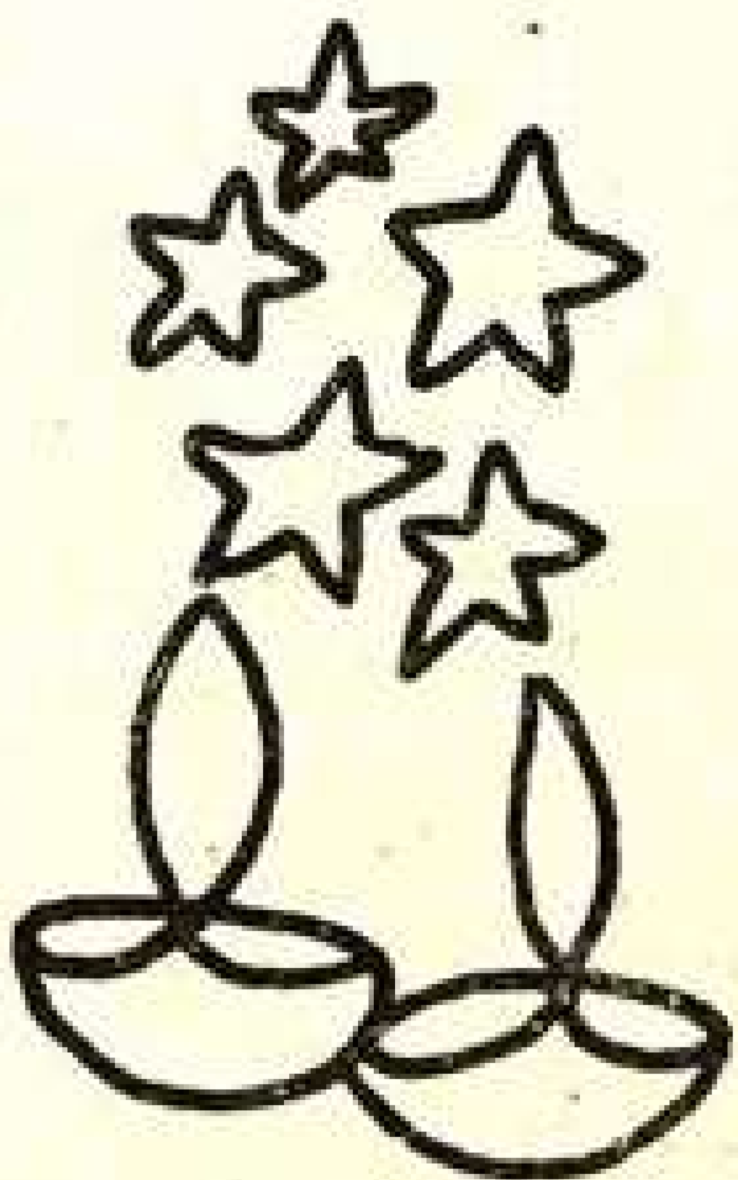
سچّے کا ہے بول بالا
سُن لو رے بھائی جھوٹے کا ہے مُنہ کالا
سچ کی خاطر ہریش چندر نے
چھوڑا راج اور پاٹ
آج اُن کی مہیما گاتے ہیں
بڑے بڑے سمراٹ
سچ کی راہ پہ چل کے اُن کو
بھی ملا انعام
ننھا بالک بھوک سے مر گیا
بکنی ہوئی نیلام
ارے جھوٹے کی ہے دیوالی جگت میں
سچے کا ہے دیوالہ



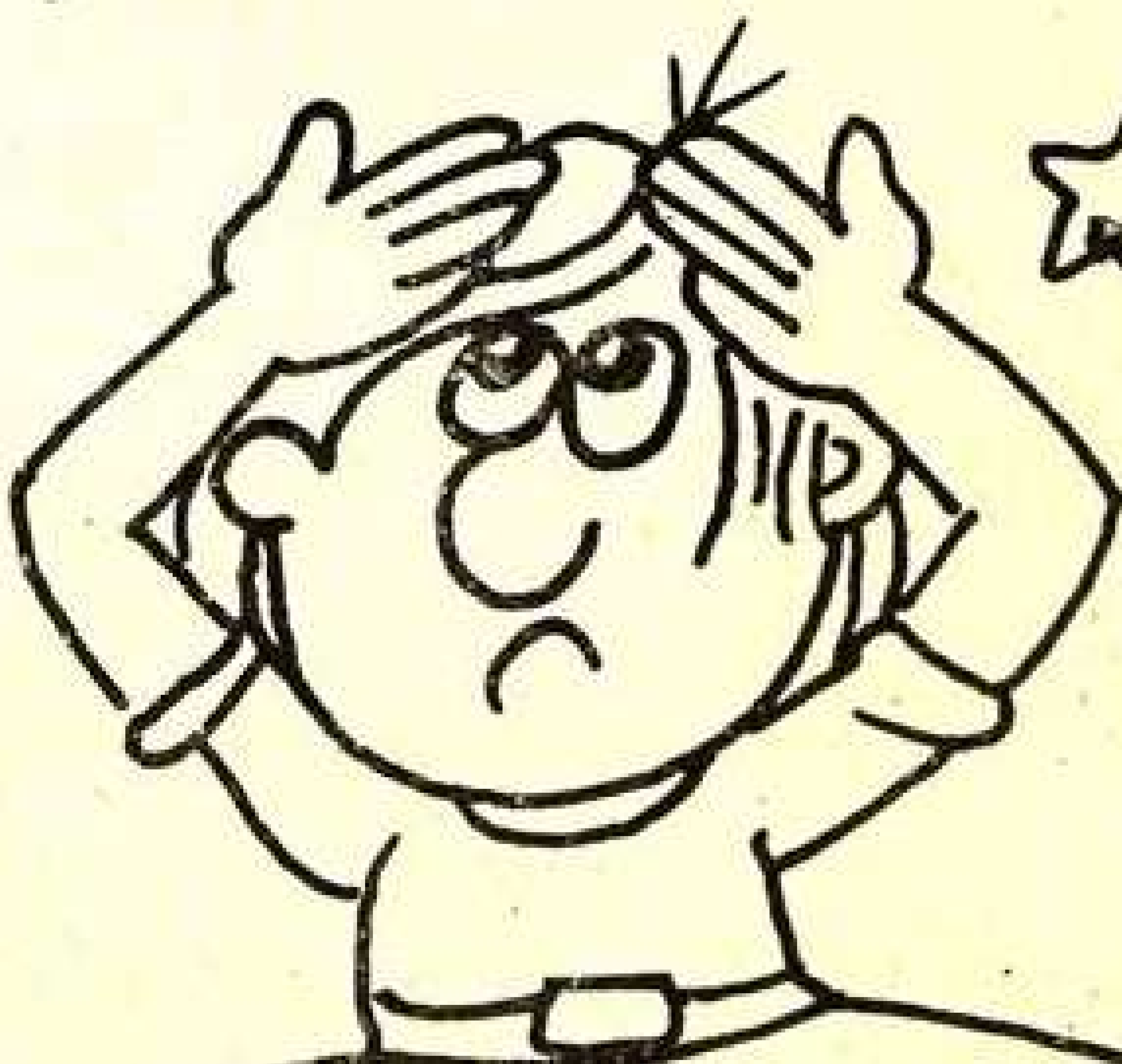
جھوٹے کا ہے بول بالا جگت میں
رشی منی پیغمبر کہہ گئے
بولو سچے کی بولی
آس مرادیں پوری ہوں گی
بھری رہے گی جھولی
اس برتے پر اس دنیا میں
بولے سچ کی بولی
یہاں مسیحا چڑھے سولی پر
باپو کھائیں گولی

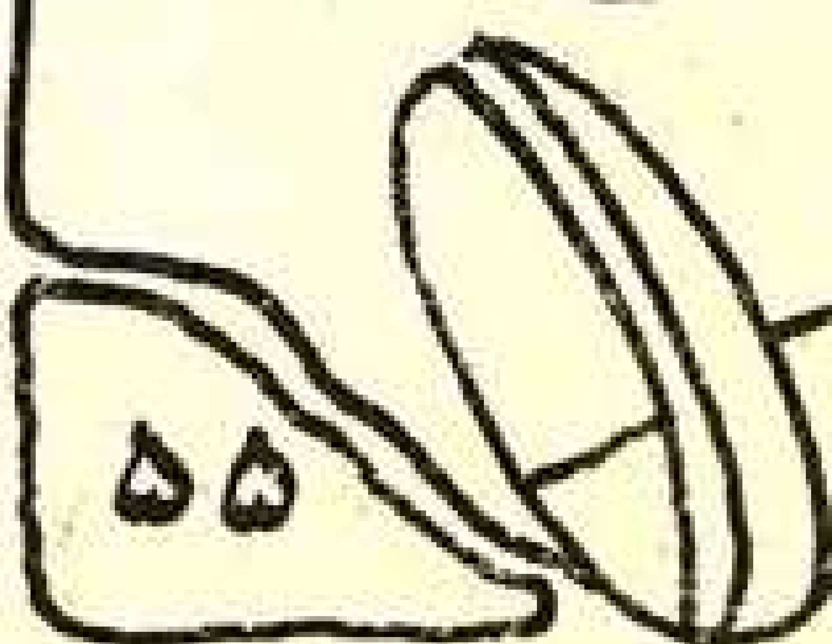


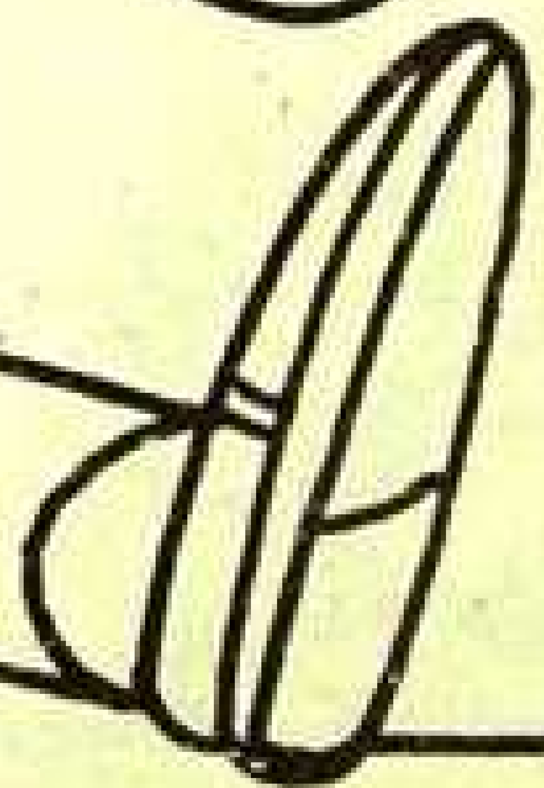
جھوٹے کی ہے دیوالی...











سوال

خُدائے برتر! تری زمیں پر، زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟
ہر ایک فتح و ظفر کے دامن پہ خونِ انساں کا رنگ کیوں ہے؟

زمیں بھی تیری ہے ہم بھی تیرے یہ ملکیت کا سوال کیا ہے؟
یہ قتل و خوں کا رواج کیوں ہے یہ رسمِ جنگ و جدال کیا ہے؟
جنہیں طلب ہے جہان بھر کی انہیں کا دل اتنا تنگ کیوں ہے؟
خدائے برتر، تری زمیں پر، زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟

غریب ماؤں، شریف بہنوں کو امن و عزّت کی زندگی دے
جنہیں عطا کی ہے تو نے طاقت انہیں ہدایت کی روشنی دے
سروں میں کبر و غرور کیوں ہے دلوں کے شیشے پہ زنگ کیوں ہے؟
خُدائے برتر! تری زمیں پر، زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟

قضا کے رستے پہ جانے والوں کو بچ کے آنے کی راہ دینا
دلوں کے گلشن اُجڑ نہ جائیں، محبّتوں کو پناہ دینا
جہاں میں جشنِ وفا کے بدلے یہ جشنِ تیر و تفنگ کیوں ہے؟
خدائے برتر! تری زمیں پر زمیں کی خاطر یہ جنگ کیوں ہے؟



کہتے ہیں اِسے پیسہ بچّو!

(پردہ اُٹھنے پر ایک بہت بڑے سائز کا پیسہ سٹیج کی پچھلی دیوار پر چسپاں نظر آتا ہے)

اناؤنسر: کہتے ہیں اِسے پیسہ بچّو! یہ چیز بڑی معمولی ہے

لیکن اس پیسے کے پیچھے سب دنیا رستہ بھولی ہے

ہلکی سی جھلک ہے اس پیسے کی دھرم اور ایمان پہ بھاری ہے

یہ جھوٹ کو سچ کر دیتا ہے اور سچ کو جھوٹ بناتا ہے

بھگوان نہیں پر ہر گھر میں بھگوان کی پدوی پاتا ہے



اِس پیسے کے بدلے دُنیا میں انسانوں کی محنت بکتی ہے

جسموں کی حرارت بکتی ہے روحوں کی شرافت بکتی ہے

سردار خریدے جاتے ہیں دلدار خریدے جاتے ہیں

مٹی کے سہی پر اس سے ہی اوتار خریدے جاتے ہیں

اس پیسے کی خاطر دُنیا میں آباد وطن بٹ جاتے ہیں
دھرتی ٹکڑے ہو جاتی ہے لاشوں کے کفن بٹ جاتے ہیں
عزت بھی اس سے آتی ہے تعظیم بھی اس سے ملتی ہے
تہذیب بھی اس سے آتی ہے تعلیم بھی اِس سے ملتی ہے
کہتے ہیں اِسے پیسہ بچو!



ہم آج تمہیں اس پیسے کا سارا اتہاس بتاتے ہیں
جتنے یگ اب تک گذرے ہیں اُن سب کی جھلک دکھلاتے ہیں

اک ایسا وقت بھی تھا جگ میں جب اس پیسے کا نام نہ تھا
چیزیں چیزوں سے تُلتی تھیں چیزوں کا کچھ بھی دام نہ تھا
انسان فقط انسان تھا تب انسان کا مذہب کچھ بھی نہ تھا
دولت غربت، عزت، ذِلت اِن لفظوں کا مطلب کچھ بھی نہ تھا

(کچھ لوگ جنگلی لباس میں سٹیج پر نمودار ہوتے ہیں اور اجناس کا تبادلہ کرتے ہیں)

اناؤنسر: چیزوں سے چیز بدلنے کا یہ ڈھنگ بہت بیکار سا تھا

لانا بھی کٹھن تھا چیزوں کا، لے جانا بھی دشوار سا تھا



انسانوں نے تب مل کر سوچا کیوں وقت اتنا برباد کریں

ہر چیز کی جو قیمت ٹھہرے وہ چیز نہ کیوں ایجاد کریں

اس طرح ہماری دُنیا میں، پہلا پیسہ تیار ہوا

اور اس پیسے کی حسرت میں، انسان ذلیل و خوار ہوا

(جاگیرداری کا زمانہ۔ ایک راجہ اپنے وزیروں اور درباریوں کے درمیان بیٹھا ہوا دکھائی دیتا ہے دربار میں شاعر، گوئیے، پنڈت، اور مولوی بھی موجود ہیں۔ راگ درباری کا الاپ اور رقص)

اناؤنسر: پیسے والے اس دنیا میں جاگیروں کے مالک بن بیٹھے

مزدوروں اور کسانوں کی تقدیروں کے مالک بن بیٹھے

جاگیروں پہ قبضہ رکھنے کو، قانون بنے ہتھیار بنے

ہتھیاروں کے بل پر دھن والے اِس دھرتی کے سردار بنے

جنگوں میں لڑایا بھوکوں کو، اور اپنے سر پر تاج رکھا

نِردھن کو دیا پرلوک کا سُکھ، اپنے لئے جگ کا راج رکھا

پنڈت اور مُلّا اُن کیلئے مذہب کے صحیفے لاتے رہے

شاعر تعریفیں لکھتے رہے، گائک درباری گاتے رہے

(کسان مرد اور عورتیں، کاندھے پر ہل اور کدال لئے داخل ہوتے ہیں اور راجہ کو جُھک کر سلام کرتے ہیں)

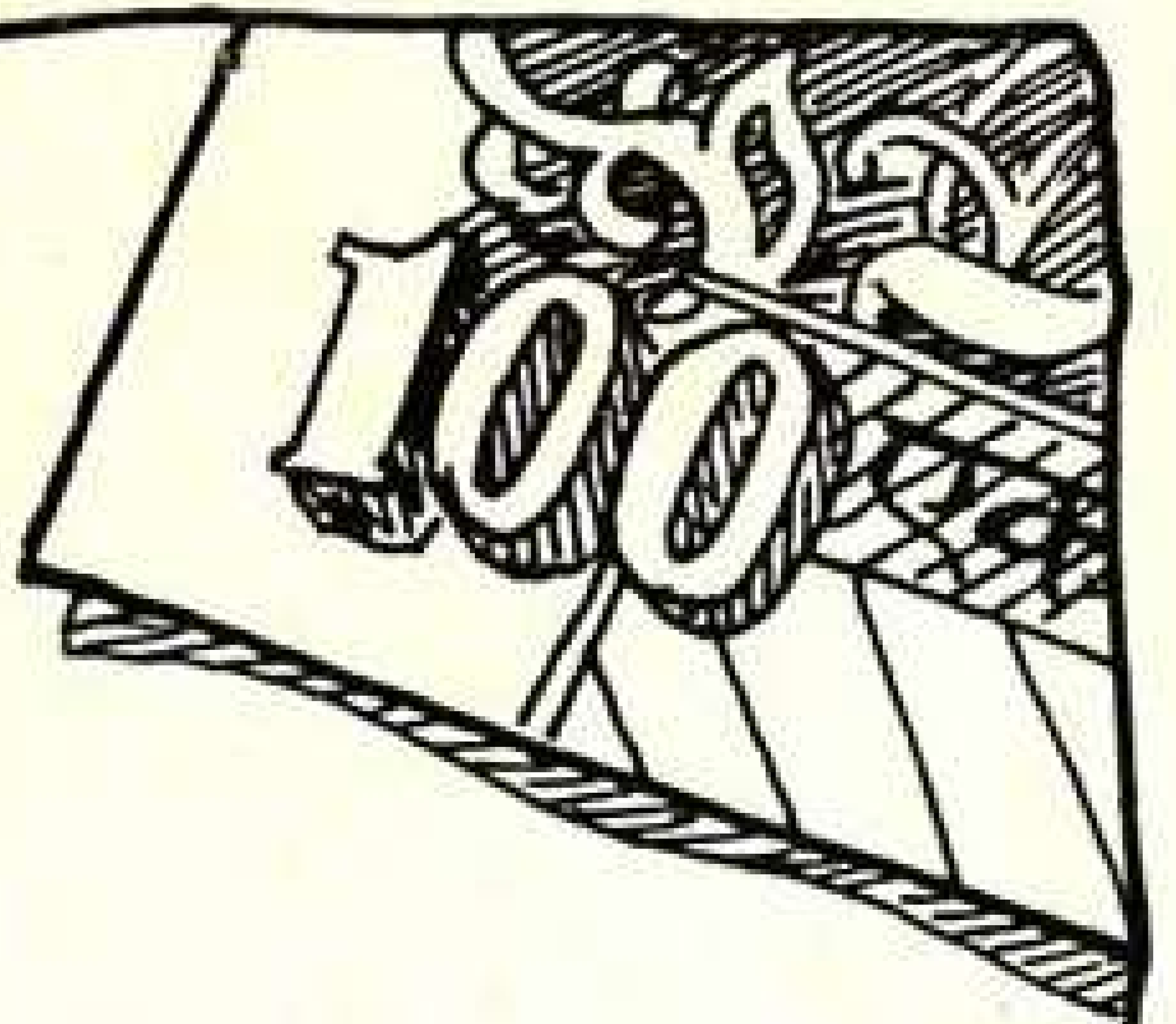
کورس:

مرد اور عورتیں: ویسا ہی کریں گے ہم جیسا تمہیں چاہیئے

پیسہ ہمیں چاہیئے

ہل ترے جوتیں گے کھیت ترے بوئیں گے





ڈھور ترے ہانکیں گے، بوجھ تیرا ڈھوئیں گے

پیسہ ہمیں چاہیئے

بچے: پیسہ ہمیں دیدے راجہ، گُن ترے گائیں گے

تیرے ننّھے بچّوں کی خیر منائیں گے

پیسہ ہمیں چاہیئے

(کچھ بچوں کو بھیک مل جاتی ہے، باقیوں کو مایوس لوٹنا پڑتا ہے۔!)

(منظر تبدیل ہوتا ہے اور سٹیج پر مشینی دور کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ شہر، ملیں،

کارخانے اور سرمایہ دار)

اناؤنسر: لوگوں کی اَن تھک محنت نے چمکایا رُوپ زمینوں کا

بھاپ اور بجلی ہمراہ لیئے آپہنچا دور مشینوں کا

علم اور وگیان کی طاقت نے منہ موڑ دیا دریاؤں کا

انسان جو خاک کا پتلا تھا، وہ حاکم بنا ہواؤں کا

جنتا کی محنت کے آگے قدرت نے خزانے کھول دیئے
رازوں کی طرح رکھا تھا جنہیں، وہ سارے زمانے کھول دیئے

لیکن اِن سب ایجادوں پر پیسے کا اجارا ہو تا رہا
دولت کا نصیبہ چمک اُٹھا محنت کا مقدّر سوتا رہا

(کچھ مرد، عورتیں اور نئے مشینی دَور کے اوزار لے کر سرمایہ دار کے سامنے آتے ہیں)



کورس:

مرد اور عورتیں: ویسا ہی کریں گے ہم جیسا تمہیں چاہیئے
پیسہ ہمیں چاہیئے
ریلیں بھی بچھائیں گے، ملیں بھی چلائیں گے
جنگوں میں جائیں گے، جانیں بھی گنوائیں گے
پیسہ ہمیں چاہیئے



بچے : پیسہ ہمیں دے دے بابو، گُن ترے گائیں گے

ترے ننھے بچیوں کی، خیر منائیں گے

پیسہ ہمیں چاہیئے

(کچھ بچوں کو بھیک مل جاتی ہے۔ باقیوں کو مایوس لوٹنا پڑتا ہے۔!)

اناؤنسر: جُگ جُگ سے یوں ہی اس دنیا میں ہم دان کے ٹکڑے مانگتے ہیں

ہل جوت کے، فصلیں کاٹ کے بھی پکوان کے ٹکڑے مانگتے ہیں

لیکن ان بھیک کے ٹکڑوں سے کب بھوک کا سنکٹ دور ہوا؟

انسان سدا دُکھ جھیلے گا، گر ختم نہ یہ دستور ہوا

زنجیر بنی ہے قدموں کی، وہ چیز جو پہلے گہنا تھی

بھارت کے سپوتو! آج تمہیں بس اتنی بات ہی کہنا تھی

جس وقت بڑے ہو جاؤ تم، پیسے کا راج مٹا دینا!

اپنا اور اپنے جیسوں کا جُگ جُگ کا قرض چکا دینا!